U 18658 P Date - 14207

itle - MARHATI ZUBAN PAR FARSI KA ASAR.

eator - Abdul Haq

blisher - Anjuman Taraqqi Urdu (Aurangabad).

ate - 1933.

ages - 123.

ubject - Farsi Adab - Marhati Zuban; Marhati Zuban - Farsi Adab.

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اردو نمبر ۷۳

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

نوشتۂ
مولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے (علیگ)
معتمد اعزازی انجمن ترقی اردو

—:o:—

مطبوعہ مطبع انجمن ترقی اردو
اورنگ آباد دکن
سنہ ۱۹۳۳ ع

یہ انجمن کا سہ ماہی رسالہ ہے جس میں ادب اور زبان کے ہر پہلو پر بحث کی جاتی ہے اور محققانہ اور تنقیدی مضامین درج ہوتے ہیں۔ ہندوستان بھر میں یہی ایک خالص ادبی رسالہ ہے جو اس اہم خدمت کو خاص حیثیت سے انجام دے رہا ہے۔ اردو مطبوعات اور رسالوں پر اس کے تبصرے امتیازی شان رکھتے ہیں۔

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک سات روپے سکۂ انگریزی

[آٹھ روپے سکۂ عثمانیہ]

سائنس

انجمن ترقی اردو کا سہ ماہی رسالہ

جس کا مقصد یہ ہے کہ سائنس کے مسائل اور خیالات کو اردو دانوں میں مقبول کیا جائے۔ دنیا میں سائنس کے متعلق جو نئی نئی بحثیں یا ایجادیں اور اختراعیں ہو رہی ہیں یا جو جدید انکشافات وقتاً فوقتاً ہوتے ہیں، ان کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جائے۔ ان تمام مسائل کو حتی الامکان صاف اور سلیس زبان میں بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس سے اردو زبان کی ترقی اور اہل وطن کے خیالات میں روشنی اور وسعت پیدا کرنا مقصود ہے۔

سالانہ چندہ سات روپے سکۂ انگریزی (آٹھ روپے سکۂ عثمانیہ)

امید ہے کہ اردو زبان کے بہی خواہ اور علم کے شائق اس کی سرپرستی فرمائیں گے۔

المشتہر

انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

عرض طابع

مولوی عبدالحق صاحب مدظلہ کا یہ مقالہ رسالۂ اردو بابت اپریل سنہ ۱۹۲۱ م میں شایع ہوا تھا - رسالہ اس زمانے میں علی گڑہ میں چھپتا تھا - وہاں والے مرھٹی کیا جانیں ؟ مرھٹی عبارتوں اور اقتباسوں کے نقل کرنے میں بکثرت غلطیاں رہ گئی تھیں - ایک عرصے سے بعض اصحاب ذوق کا اصرار اور تقاضا تھا کہ مقالے کو تصحیح اغلاط کے ساتھہ کتاب کی صورت میں شایع کیا جاے - مولوی صاحب ممدوح کا ارادہ تھا کہ اس کی ترتیب و تبویب پر نظر ثانی کی جاے اور ضروری ترمیم و اضافہ کے ساتھہ شایع کیا جاے - لیکن موصوف کو گونا گوں مصروفیتوں نے اس کی طرف خاطر خواہ توجہ کرنے کی اجازت نہیں دی ' اس لئے فی الحال صرف طباعت کی غلطیوں کی تصحیح کے بعد اس کو طبع کرکے شایع کیا جاتا ھے ٭

———)٭(———

مرھتی زبان پر فارسی کا اثر

جس طرح دنیا میں کوئی قوم بغیر خارجی اثرات اور غیر اقوام کے میل جول کے ترقی نہیں کرسکتی اسی طرح دنیا میں شاید ھی کوئی زبان ایسی ھو کہ اُس میں غیر زبان کے الفاظ آکر نہ مل گئے ھوں اور جو مخلوط نہ ھو ورنہ کسی زبان کا علمی میدان میں آنا یا آگے بڑھنا دشوار ھوجائے - بعض صورتوں میں ان بیرونی الفاظ نے ایسے قدم جمائے کہ زبان کی اصل ھئیت کو بدل دیا اور اصل ملکی زبان کے الفاظ سے اُن کی تعداد بڑھ گئی - مثلاً موجودہ ترکی زبان جو تاتاری الاصل ھے اور اُس کی صرف و نحو بھی اس پر مبنی ھے ' اُس میں عربی ' فارسی الفاظ اس کثرت سے داخل ھوگئے ھیں کہ ایک دیہاتی ترک اُسے بہ مشکل سمجھ سکتا ھے - عربی ' فارسی الفاظ کی یہ بہتات ملک کے ادبی ' سیاسی اور مذھبی اثرات کی وجہ سے ھے - ایک حد تک یہی حالت مرھتی زبان کی ھے اور یہ بھی قدرتی طور پر اس قانون کے اثر سے نہ بچ

سکی جو دو قوموں یا دو زبانوں کے یک جا ہونے پر اپنا عمل کرتا ہے —

مسلمانوں کے قدم اس ملک (مہاراشٹر) میں اول اول تیرھویں صدی کے آخر میں آئے جب کہ علاءالدین آندھی اور طوفان کی طرح یلغار کرتا ہوا دفعتاً دولت‌آباد کے سامنے آموجود ہوا اور راجہ رام دیو راؤ جو اب تک غفلت کی نیند میں تھا اور اپنے زعم میں یہ سمجھے ہوئے تھا کہ اوپر کی طرف سے دشوار گزار پہاڑ، دریا اور گھاٹیاں طے کرکے یہاں کون پہنچ سکتا ہے ایسا مجبور ہوا کہ صلح کرتے بنی اور بے شمار مال و دولت نذر کرکے اپنا پیچھا چھڑایا - اس کے کچھ عرصہ بعد تخت دھلی کے ایک شہنشاہ نے جو اپنے رنگ میں دنیا کے بادشاہوں سے نرالا اور اپنے خیال میں سب سے الگ تھا ادھر توجہ کی اور توجہ کیا کی دولت‌آباد کو سارے ہندوستان کا دارالخلافہ بنا دیا اور یہی نہیں بلکہ ساری دلی کو یہیں گھسیٹ لایا - یوں دیکھئے تو یہ بڑی خوبیوں کا آدمی تھا عالم، فاضل، خوشنویس، بہادر ایسا کہ اچھے اچھے سورما اُس سے شرماتے تھے لیکن تخیل میں وہ بلند پروازی تھی کہ کسی شاعر کو بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی، بہت دور کی سوچتا تھا مگر عمل میں نہیں لاسکتا تھا - جب کبھی اپنے خیال کو عملی صورت میں لاتا تو رہی سہی بات بھی بگڑ جاتی تھی - ان پریشان خیالیوں اور پریشان اعمالیوں نے اُسے

ہمیشہ پراگندہ رکھا - اور اس وجہ سے دکن کی سلطنت اس کے ہاتھہ سے نکل گئی - اب بہمنیوں کا دور دورہ شروع ہوا —

بہمنی سلطنت نے تھوڑے ہی عرصے کے بعد بڑی شان و شوکت اور سطوت حاصل کرلی - یہ گویا یہیں کی سلطنت ہوگئی - اس کا تعلق باہر سے مطلق نہ تھا - اہل ملک بھی رفتہ رفتہ اس میں برابر کے حصہ دار ہوگئے - اُس کی شان خود اُس کے نام سے ظاہر ہے - حسن نے اپنے نام کے ساتھہ گنگوے بہمنی کا خطاب شریک کرکے اُس عجیب احسان مندی کا ثبوت دیا جو سلطنت بہمنی کے ساتھہ دنیا میں ہمیشہ یادگار رہے گی - اُس نے اپنے قدیم محسن گنگو کو بلا کر وزیر خزانہ بنایا - اور یہ پہلی اینٹ تھی اُس بنیاد کی جو ہندو مسلمانوں کے اتحاد کی اس ملک میں قایم ہوئی - اس کے بعد دلی کے اور برھمن اور کھتری آئے اور شاھی ملازمت میں داخل ہوئے لیکن رفتہ رفتہ ان کی جگہ ملکی برھمنوں اور پربھوؤں * نے لے لی - مال گذاری کا انتظام اُنھیں کے ہاتھہ میں رہا بلکہ جب بہمنی سلطنت کا انتزاع ہوا اور اُس کے بجائے بیجاپور ، احمدنگر ، برار ، بیدر اور گولکنڈہ میں الگ الگ سلطنتیں قائم ہوگئیں تو اُس وقت بھی دیہات اور محالات

* یعنی مرھٹے کایستھ جو اکثر چاندر سونی ہیں کایستھ پربھو کہلاتے ہیں —

کے حسابات مالگذاری ہندؤں ہی کے ہاتھہ میں رہے اور انہیں کی اپنی زبان میں لکھے بھی جاتے تھے - غرض ایک خالص دیسی حکومت ہوگئی جس پر " غیریت " کا گمان تک بھی نہ ہوتا تھا - مسلمان بادشاہوں کی فوج میں بھی مرہٹے کثرت سے داخل تھے اور وہ بہت کار آمد ثابت ہوئے —

غرض مرہٹے مالی اور فوجی صیغوں میں اچھا خاصا رسوخ رکھتے تھے اور بعض اوقات تو وہ ایسے مقتدر ہوگئے کہ سلطنت کی تمام قوت اور حکومت اُن کے ہاتھہ میں آگئی اور اس طرح گویا در پردہ اُس ترقی اور عروج کی تربیت اور تیاری ہو رہی تھی جو انہیں آیندہ حاصل ہونے والا تھا - پھر شادی بیاہ کے رشتے نے بھی تعلقات میں استحکام کی نئی صورت پیدا کردی اور باہمی تعصبات اس قدر ضعیف ہوگئے کہ معاملات دنیوی میں قومی امتیاز بالکل اُٹھہ گیا —

ہندو مسلمانوں میں باہم برابر کا برتاؤ تھا - مختلف تعلقات ، آپس کے میل جول اور کارو بار سلطنت نے تکلف کا پردہ اُٹھا دیا تھا - مسلمان ہندؤں کے ساتھہ اور ہندو مسلمانوں کے ساتھہ لڑائیوں میں برابر لڑتے تھے - اسلامی سلطنتوں میں مرہٹے بڑے بڑے اُمرا اور سپہ سالاروں کا درجہ رکھتے تھے اور اسی طرح مسلمانوں کو بعد میں مرہٹہ سلطنت میں بھی امتیاز اور شرف حاصل تھا - یہ

تعلقات اور ربط ضبط اور رواداری کے آثار اب تک باقی ہیں اور بے شمار انعامات و جاگیرات جو برہمنوں اور مندروں اور دیگر ہندؤں کو مسلمان بادشاہوں نے عطاکیں وہاں اب بھی کہیں نہ کہیں نظر آجاتے ہیں - اس کا سب سے بڑا اور زندہ ثبوت دولت آصفیہ ہے جہاں اب تک وہ روایات برابر قایم ہیں اور حق یہ ہے کہ رواداری اور بے تعصبی میں دنیا کی کوئی حکومت یا ریاست اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی ۔ ہندو مسلمانوں کے اتحاد و مودت کا منظر اگر کسی کو دیکھنا ہو تو " وہ آئیں اور اس بہشت کی سیر کریں ۔ " ہمارے ملک کے بڑے بڑے مدبراور دوربین معاملہ فہم جو ہمیشہ اس مضمون پر سر دھنتے رہتے ہیں اور انہیں کوئی صورت آپس کے اتفاق کی نظر نہیں آتی وہ ہندو مسلمانوں کے اس سنگم کو دیکھیں جہاں قدیم زمانے سے یہ دونوں قومیں بھائی بندوں کی طرح رہتی سہتی ہیں —

ان تعلقات کا اثر جہاں تمدن کے مختلف شعبوں پر پڑا وہاں زبان کیوں کر بچ سکتی تھی - یہ قاعدہ ہے کہ جب دو قوموں کا اتصال ہوتا ہے تو جس قوم کا تمدن اعلیٰ، زیادہ قوی اور پائدار ہوتا ہے اُس کا اثر دوسری قوم پر جو کم متمدن ہے زیادہ ہوتا ہے - مسلمان جب دکن میں آئے تو بمقابلہ یہاں والوں کے زیادہ متمدن تھے اور یہی وجہ ہے کہ مرہٹوں پر مسلمانوں کے تمدن کا

زیادہ اثر ہوا - خصوصاً ایسی صورتوں میں فاتح کا اثر مفتوح پر زیادہ پڑتا ہے - اور اسی وجہ سے فارسی زبان کا اثر جو فاتحوں کی زبان تھی مرهٹی پر بہت زیادہ ہوا - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرهٹی زبان میں سینکڑوں عربی فارسی الفاظ بھی اور محاورے داخل ہوگئے - مرهٹی میں عربی الفاظ بھی بہ کثرت پائے جاتے ہیں لیکن وہ سب فارسی کے ذریعہ سے پہنچے ہیں - یہ موجودہ فصیح مرهٹی زبان کا حال ہے - اگر اس کے قبل کی یعنی پیشواؤں کے زمانے کی زبان دیکھی جاے تو اُس میں فقرے کے فقرے اور جملے کے جملے فارسی کے ملیں گے اوز فارسی الفاظ مختلف قسم کے اِس کثرت سے پائے جائیں گے جس قدر ایک ہی مذاق انگریزی تعلیم یافتہ هندی کی گفتگو میں انگریزی الفاظ —

اب ہم یہاں مختصراً اُن اسباب و حالات پر الگ الگ نظر ڈالتے ہیں جو اِس کا باعث ہوے —

ا — تقریباً تمام سرکاری دفاتر میں فارسی زبان رائج تھی - سرکاری ملازموں کی زبان پر جس میں مرهٹے بھی بکثرت شریک تھے بوجہ تعلق ملازمت بہت سے عربی فارسی کے لفظ چڑھے ہوئے تھے اور وہ اپنی بات چیت اور کاروبار اور دیگر معاملات میں یہ لفظ بے تکلف بول جاتے تھے - رفتہ رفتہ اُن میں کے بہت سے لفظ مرهٹی زبان میں اس طرح گھل مل گئے کہ جزو زبان بن گئے اور عام طور پر مرهٹی بولنے والوں کو اس کا مطلق

خیال تک نہیں گذرتا کہ یہ کسی غیر زبان کے لفظ ہیں —

۲ — جولوگ اپنے مقدمات کی پیروی کے لئے عدالتوں میں آتے جاتے رہتے تھے، یا جنہیں اپنے معاملات کی خاطر دوسرے سرکاری محکموں میں آمد و رفت رکھنی پڑتی تھی ان کی زبان خود بخود بغیر کسی ارادے کے فارسی عربی الفاظ سے آشنا ہوجاتی تھی اور ضرورتاً اُن کا استعمال کرنا پڑتا تھا اور اس طرح زبان پر چڑھتے چڑھتے وہ خود ملک کی زبان میں داخل ہوگئے —

۳ — مسلمان فقیر جو گاؤں گاؤں اور قصبے قصبے مانگتے کھاتے پھرتے تھے اگرچہ وہ ھندوؤں کی زبان بولتے اور ھندوؤں ھی کے گیت گاتے تھے لیکن بہ تقاضائے فطرت اس میں بہت سے الفاظ فارسی عربی کے تھے جو ان کی صداؤں اور گیتوں میں استعمال ہوتے تھے - اور یہ الفاظ لے کی دلکشی اور صداؤں کی موزونیت کی وجہ سے عام لوگوں کے خیال اور حافظے میں رہ گئے —

۴ — اسی طرح درویش و صوفی اور واعظ جو مذہب اسلام کی تلقین و اشاعت کرتے تھے گو اُن میں سے اکثر ملکی زبان ھی کے ذریعہ سے اس فرض کو انجام دیتے تھے لیکن مضمون کی نوعیت کے لحاظ سے اُن کے لئے فارسی عربی الفاظ کا استعمال ناگزیر تھا - یہ ممکن نہ تھا کہ یہ الفاظ بار بار زبان سے نکلیں اور دوسروں تک نہ پہنچیں - غرض اُن میں سے بہت سے الفاظ خیال

و حافظے سے نکل کر زبان میں گھر کر گئے - اور اب تک اسی طرح استعمال ہوتے ہیں جیسے ٹھیٹ سرھنی کے لفظ -

۵ - بہت سے ہندو مسلمان ہوگئے کچھ تو اپنی خوش اعتقادی سے اور کچھ دنیاوی اغراض و طمع کی خاطر - اُن کی مادری زبان سرھنی تھی ' لیکن چوں کہ یہ نئے نئے مسلمان تھے خواہ‌مخواہ بھی یا مسلمانوں کے میل جول اور ارتباط کی وجہ سے بہت سے فارسی عربی الفاظ اپنی گفتگو میں بولنے لگے - جس طرح آج کل دیسی عیسائی اپنی زبان میں انگریزی الفاظ استعمال کرتے اور اس پر اتراتے ہیں - اس کا اثر سرھنی زبان پر ہونا لازمی تھا —

۶ - چوں کہ فارسی کا جاننا سرکاری ملازمت کے لئے ضروری تھا تو جو لوگ فارسی اچھی طرح جانتے تھے اور جنھیں اس شیریں اور من موھنی زبان کا چسکا پڑگیا تھا وہ اپنی گفتگو میں فارسی عربی الفاظ استعمال کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے - کچھ تو طبعی ذوق کی وجہ سے ایسا کرتے تھے اور بعض اوقات مجبوری ہوتی تھی اس لئے کہ بعض خیالات کے ادا کرنے کے لئے وہ اپنی مادری زبان میں مناسب الفاظ نہیں پاتے تھے —

۷ - جن لوگوں کا بہت سا وقت فارسی زبان کی تحصیل میں گزرا تھا اور انھیں اس زبان میں اچھی خاصی مہارت یا کافی ذوق پیدا ہوگیا تھا - تو ان کا طریقۂ خیال اور طرز ادا بھی بہت کچھ فارسی کا سا ہوگیا تھا - یا

کم سے کم اس قدر ضرور تھا کہ اگرچہ اُن کی تحریر و تقریر کا ظاھری لباس مرھٹی تھا لیکن پیرایۂ بیان، جملوں کی نشست اور الفاظ کی ترکیب و ترتیب سے صاف فارسی کی جھلک نظر آتی تھی، جس طرح آج کل انگریزی خواں کی تحریر سے انگریزیت کی بو آتی ھے ــ

۸ ــ بہت سے مسلمان جنھوں نے ھندو عورتوں سے شادی بیاہ کرلیا تھا اُنھیں اپنی بیویوں کی اور بیویوں کو اپنے شوھروں کی زبان سیکھنی اور بولنی پڑی جس کا نتیجہ یہ ھوا کہ بہت سے فارسی لفظ مرھٹی زبان میں بڑی سہولت سے داخل ھوگئے ــ

۹ ــ بہت سی صنعتیں جو مسلمانوں کے ساتھہ آئی تھیں یا مسلمانوں نے ایجاد کی تھیں اور وہ یہاں رائج ھوئیں تو اُن کے ساتھہ اُن کے مخصوص الفاظ اور اصطلاحات بھی رواج پاگئے ــ

۱۰ ــ خصوصاً فن جنگ اور انجینیری ایسے دو فن تھے جن کو مسلمانوں نے ھندوستان میں بہت رواج دیا اور اھل ملک کو بھی ان کا اتباع کرنا پڑا - ان کے طفیل میں بہت سے فارسی عربی یا ترکی لفظ مرھٹی زبان میں پہنچ گئے اسی طرح مال گذاری اور قانون کے الفاظ بھی ضرورت کے اقتضا سے خود بخود رائج ھوگئے ــ

۱۱ ــ کثرت استعمال و مرور زمانہ سے فارسی الفاظ زبان میں اس طرح جڑ پکڑ گئے تھے کہ بعض سنسکرت

اور پراکرت الفاظ جو فارسی کے مترادف تھے اُن کے سامنے نہ ٹھیرسکے اور اُنھیں فارسی الفاظ کے سامنے ھتیار ڈال دینے پڑے - خود اھل زبان کو یہ محسوس ھونے لگا ھے کہ ان جدید غیر ملکی الفاظ میں ایسا زور اور اثر ھے جو اُن کے مترادف سنسکرت یا پراکرت الفاظ میں نہیں اور حقیقت بھی یہ ھے کہ جب کوئی لفظ کسی خاص خیال یا خیال کے کسی خاص پہلو کو ادا کرتا ھے تو محض اُس کی آواز سے جو تصور اُس کے مفہوم کا پیدا ھوتا ھے وہ کسی جدید لفظ یا اُس کے مترادف سے پیدا نہیں ھوسکتا اور نہ اُس میں وہ زور آسکتا ھے - اس لئے فارسی عربی الفاظ اس قدر مقبول ھوگئے کہ اُن میں سے جس کسی کا مترادف پراکرت یا سنسکرت میں موجود بھی تھا تو وہ اُن کے سامنے رونق نہ پاسکا —

غرض اس طرح فارسی عربی الفاظ مرھٹی زبان میں جڑ پکڑتے گئے اور اس طرح گھل مل گئے کہ اپنے پرائے کا امتیاز اُٹھ گیا اور نہ اھل زبان کی طرف سے کوئی ایسی کوشش ھوئی کہ ان کو زبان سے خارج کر کے بجائے ان کے سنسکرت یا پراکرت الفاظ کو رواج دیا جائے - البتہ شیواجی نے شاھی لقب اختیار کرنے سے ذرا پہلے یعنی سنہ ۱۶۷۴ ع میں رگھوناتھ پنڈت کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ راج وے وھار کوش یعنی سرکاری کار و باری الفاظ

کی لغات تیار کرے اور یہ ھدایت کی کہ اس میں ان فارسی عربی الفاظ کی بجائے جو اصل مرھٹی یا سنسکرت الفاظ کی جگہ مستعمل ھونے لگے ھیں سنسکرت الفاظ استعمال کئے جائیں - لیکن باوجود اس کے فارسی عربی الفاظ کی رو کا کچھہ زیادہ سدباب نہ ھوسکا البتہ ایک حد تک کمی ضرور ھوگئی - خاص کر شیواجی کے وزرا اور عہدہ داروں کے عہدوں کے نام فارسی سے سنسکرت میں ترجمہ ھو گئے وہ بھی ترجمہ ھوے ' کوئی نئے نام تجویز نہیں کئے گئے (ملاحظہ ھو فہرست خطابات جو آیندہ صفحات میں درج ھے) - یہ حالت شیواجی کی زندگی کے آخری چھہ سال سنہ ۱۶۸۰ ء اور اُس کے جانشین سنبھاجی کے عہد سنہ ۱۶۸۰ تا ۱۶۸۹ ء تک رھی - سنبھاجی کو خود اس معاملہ میں کوئی خاص دلچسپی نہ تھی —

اس کے بعد راجہ رام کے عہد (۱۶۸۹ تا ۱۷۰۰ ع) میں معاملات کی حالت بالکل دگرگوں ھوگئی چنانچہ ھم دیکھتے ھیں کہ اُس نے اپنے " اماتیہ " یعنی وزیر رامچندر پنت کو " حکومت پناہ " کا خطاب دیا - اُس کا خاندان اب تک وشال گڑہ میں حکمراں ھے - راجہ رام کے عہد میں اس قسم کے اور فارسی خطابات بہت سے عطا ھوے —

شاھو مہاراج کے عہد میں (۱۷۰۸ - ۱۷۴۹ ع) علی باغ کے انگریاؤں کو " سرخیل " کا اور گائیکواڑوں کو " شمشیر بہادر " اور " سینا خاص خیل " کا اور وٹھل شنکر کو

" راجه بہادر " کا خطاب مرحمت ہوا - اسی قسم کے بہت سے خطابات دوسرے لوگوں کو دئے گئے (ملاحظه ہو فہرست خطابات) —

اس طرح مسلمان بادشاہوں نے اپنے ہندو باج گزار فرماں رواؤں اور اُمرا کو فارسی یا فارسی سنسکرت کے مخلوط خطابات دئے (ملاحظه ہو فہرست خطابات) —

حیدرآباد میں اب تک یه رواج چلا آرہا ہے مثلاً " آصف نواز ونت " یمین السلطنت وغیرہ " —

حال میں کچھہ عرصه ہوا ایک تحریک اِس قسم کی پیدا ہوئی تھی که فارسی عربی الفاظ مرہٹی زبان سے خارج کردئے جائیں - لیکن اُن لوگوں نے جنھیں خدا نے فہم و دور اندیشی عطا کی ہے اس تحریک کی تائید نہیں کی - مسٹر تلک کے مشہور اخبار کیسری نے اِس قسم کی کار روائی کی مخالفت کی اور اپنی تائید میں اِس امر پر زور دیا که اگر فارسی عربی الفاظ خارج کردئے گئے تو مرہٹی زبان کی قوت میں ضعف پیدا ہو جائے گا اور زبان بے مزہ ہو جائے گی - مثلاً " فوج " " قلعه " اور اس قسم کے سیکڑوں الفاظ نکال دئے جائیں اور اُن کی بجائے دوسرے ہم معنی لفظ داخل کرلئے جائیں تو اُن سے کبھی وہ تصور اور مفہوم پیدا نہیں ہوگا جو پرانے فارسی الفاظ سے اس وقت ہوسکتا ہے اور اس سے سوائے نقصان کے کچھہ حاصل نه ہوگا —

جس طرح شیواجی مہاراج کی تحریک ناکام رهی حالاں کہ اُس وقت کامیابی کا بہت کچھ موقع حاصل تھا اُسی طرح اس زمانے کی آخری کوشش بھی بے نتیجہ ثابت هوئی - اس کے بعد سے پھر کبھی اس طفلانہ حرکت کا اعادہ نہیں هوا جو اهل زبان کی دانشمندی پر دلالت کرتا هے - زبانیں الفاظ کے خارج یا متروک کرنے یا اُنھیں پاک اور پوتر رکھنے سے نہیں بنتیں بلکہ ان کی ترقی الفاظ کا ذخیرہ بڑھانے اور دوسری زبانوں کے میل سے طرز ادا کی نئی راهیں نکالنے سے هوتی هے - هندوستانی زبانوں کو ابھی یہ گُر سیکھنا باقی هے —

کاش شمالی هند والے اس سے سبق حاصل کرتے - جنوب و شمال میں یہ فرق کچھ کم سبق آموز نہیں هے —

خود شیواجی جو اس تحریک کے بانیٔ اول تھے اپنے خطوط میں بلا تکلف فارسی الفاظ اور محاورے استعمال کرتے تھے - اور اُن کے گرو رام داس نے ان کے استعمال سے کبھی احتراز نہیں کیا - اور شاید میرا یہ کہنا غلط نہ هوگا کہ رام داس نے بہ نسبت دوسرے مرهٹی شعرا کے اپنی پر زور نظموں میں فارسی الفاظ کا استعمال زیادہ کیا هے —

اب میں مرهٹی زبان میں فارسی الفاظ کے گھٹنے بڑھنے کے دوروں کی سرسری سی تقسیم ذیل میں دکھاتا هوں —

سنہ ۱۲۹۰ ع میں مرہٹی زبان کے نامور شاعر دنانشور نے اپنی مشہور و معروف کتاب دنانشوری تصنیف کی - اس سنہ سے قریب ایک صدی بعد تک تمام مہاراشٹر میں خالص مرہٹی بولی جاتی تھی، اور ملک کے اُن حصوں میں جہاں اسلامی حکومت کے قدم نہیں پہنچے تھے اس کے بعد بھی خالص مرہٹی کا راج رہا - اول اول مہاراشٹر میں اسلامی حکومت سنہ ۱۳۱۸ ع میں قایم ہوئی اور اس کے ساتھ ھی ساتھ یہ سمجھہ لینا چاہئے کہ فارسی الفاظ کی آمد بھی شروع ہوئی - لیکن سنہ ۱۳۱۸ ع سے ۱۳۴۷ ع تک حکومت کا تعلق دھلی سے رہا اور تمام انتظامات سلطنت شاہ دھلی کے فرمان‌واشارہ سے انجام پاتے تھے - مگر محمد تغلق کی بے چین اور عجیب و غریب طبیعت نے چین نہ لینے دیا اور نتیجہ یہ ھوا کہ دکن کا رشتۂ حکومت دھلی سے توٹ گیا - اور سنہ ۱۳۴۷ ع میں حسن گنگو بہمنی سلطنت بہمنی کا بانی اور پہلا تاجدار ھوا - یہ سلطنت ۲۰۰ سال تک بڑے شان و شوکت، امن و امان اور عدل و انصاف کے ساتھہ اس ملک میں رہی - اُس نے دکن میں ایک نئے اور عظیم‌الشان دور کا آغاز کیا - لیکن آخر اس کا شیرازہٴ جمعیت بھی انتشار کا شکار ھوا اور یہ پانچ حصوں میں الگ الگ تقسیم ہوگئی اور یہ پانچوں بھی اُنھیں اسباب کا شکار ہوئے جو خاتمے سے پہلے اپنا کام کرچکے تھے اور جو اب تک ہماری

سلطنتوں کی جڑوں میں گھن کی طرح لگے ہوئے ہیں اور جنھیں ہم نے اس وقت تک نہ پہچانا جب تک کہ غیروں نے ہمیں نہ جتایا، اور وہ بھی بعد از خرابی بصرہ - ان سب کا خاتمہ سنہ ۱۵۷۲ ع سے سنہ ۱۶۸۷ ع تک ہوگیا - ان سب میں بڑی اور با وقعت سلطنت نظام شاہی تھی جو سنہ ۱۶۳۷ ع میں آخر ہوگئی - قطب شاہی سنہ ۱۶۸۶ ع تک حق فرماں روائی ادا کرتی رہی اور عادل شاہی نے ایک سال بعد یعنی سنہ ۱۶۸۷ ع میں حکومت کا قصہ پاک کر دیا - سنہ ۱۳۵۰ ع تک مرھٹوں کی بہت سی چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں تھیں، لیکن وہ سب بہمنی سلطنت میں ضم ہوگئی تھیں اور گویا بہمنی سلطنت ان سب کی مشترکہ سلطنت تھی - اس زمانے سے فارسی الفاظ مرھٹی زبان میں بے روک ٹوک داخل ہوتے چلے گئے —

اوائل سلطنت بہمنیہ میں مہاراشٹر میں مسلمانوں کی تعداد کوئی ایک لاکھ نفوس سے زیادہ نہ ہوگی اور ان میں اکثر فوجی لوگ ہوں گے، کیوں کہ امن قائم رکھنے کے لئے اس کی ضرورت ... اس کے قاضی، مفتی، ... اور دیگر عمال بھی مسلمان ہوں گے، کچھ تاجر پیشہ بھی ہوں گے - غرض ان سب کو ملا کر دیکھا جائے تو ان کی تعداد لاکھ سے زیادہ نہیں ہوتی - اس ایک لاکھ میں ستر اسی ہزار فوجی سمجھنا چاہئیں

جن میں اکثر ان پڑھ اور اجڈ ہوں گے - اور باقی بیس ہزار ایسے جن کے ہاتھ میں کارو بار سلطنت و معاملات عدالت و مالگذاری ہوں گے - لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد مرہٹے ہر شعبۂ حکومت میں بہ کثرت داخل ہو گئے —

مذہب، شاستر، اور ذات پات کے معاملے میں غیر زبان کے الفاظ کا کوئی زیادہ دخل نہ تھا اور نہ ان امور میں اہل ملک کو غیروں کے الفاظ کی ضرورت تھی، لیکن بنج بیوپار، بازار، فوج، عدالت، مالگذاری وغیرہ کے معاملات میں سینکڑوں فارسی الفاظ بے تکلف مرہٹی زبان میں داخل ہو گئے - غرض ان فارسی الفاظ کا مد و جزر مرہٹی زبان میں اس طرح ہوا —

سنہ ۱۲۹۰ع اور اس سے ایک صدی بعد تمام مہاراشٹر میں خالص مرہٹی بولی اور لکھی جاتی تھی —

سنہ ۱۳۹۰ع سے ۱۶۳۶ع تک فارسی الفاظ کی دو بڑے زوروں پر رہی اور بہ کثرت فارسی عربی الفاظ مرہٹی زبان میں مل گئے - یہ اس دخل و تصرف کے بڑے عروج کا زمانہ تھا —

سنہ ۱۶۵۶ ع کے بعد سے سنہ ۱۷۲۸ ع تک فارسی الفاظ کا زور گھٹنا شروع ہوا، یعنی جس تیزی اور کثرت سے وہ پہلے مرہٹی زبان میں آئے تھے اب وہ بات نہیں رہی تھی —

سنہ ۱۷۲۸ ع سے سنہ ۱۸۱۸ ع تک زیادہ تر فارسی الفاظ یا تو اس وقت استعمال ہوتے تھے جب کہ مسلمان ریاستوں سے مراسلت ہوتی تھی یا دفتری کاروبار میں - گویا یہ وہ زمانہ تھا جب کہ نئے الفاظ کی آمد بند ہو گئی تھی اور پہلے سے جو الفاظ زبان میں آ چکے اور قائم ہو گئے تھے وہی رہ گئے —

غرض سنہ ۱۳۱۸ ع سے جب کہ اول اول اسلامی حکومت نے مہاراشٹر میں استقلال کی صورت اختیار کی، فارسی الفاظ کی رفتار سیلاب کی طرح رفتہ رفتہ بڑھنی شروع ہوئی، اور سنہ ۱۶۳۶ ع میں اس کا زور شور انتہائے عروج کو پہنچ گیا - سنہ ۱۶۵۶ ع سے یہ زور گھٹنا شروع ہوا، اور سنہ ۱۷۲۸ ع میں اس کی قوت بالکل ٹوٹ گئی - لیکن تقریباً تین سو پچاس سال تک فارسی اور مرھٹی کا چولی دامن کا ساتھہ رہا - یہ ایک بڑی مدت ہے - اس میں بہت سے انقلاب ہوئے، بہت سی سلطنتیں بگڑیں اور بنیں، حالات و واقعات نے نئے نئے رنگ دکھائے، اطوار اور طریقوں میں بہت کچھہ فرق پیدا ہو گیا، حکومتوں اور قوموں کے باھمی تعلقات نے بہت کچھہ پلٹا کھایا - دول کے حدود بدلے اور پھر نئے سرے سے قائم ہوے، آئین و انتظام میں تغیر و تبدل ہوا، مذھب و رواج کی سختی اور ذات پات اور قومی امتیاز کی بندشیں ڈھیلی ہوگئیں - لیکن ان تمام تغیرات میں

فارسی مرهٹی کا ساتهه نه چهوٹا - اور یه اسی فیضان صحبت کا نتیجه هے که مرهٹی زبان میں اب تک اس کثرت سے فارسی الفاظ اور محاورے پاے جاتے هیں —

ساڑهے تین سو سال کی یک جائی سے سینکڑوں فارسی الفاظ کا مرهٹی زبان میں آجانا کوئی تعجب کی بات نهیں - لیکن تعجب اس امر کا هے که مرهٹی پر فارسی کا ایسا گهرا رنگ چڑها که یه اثر الفاظ هی تک محدود نه رها بلکه فارسی ترکیبیں تک اس میں داخل هوگئیں - اس کے علاوه هم اس زبان میں جا بجا دیکهتے هیں که جملوں کی ساخت تک فارسی هے - اور کثرت سے محاوروں کا ترجمه مرهٹی میں آ گیا هے - علاوه اس کے فارسی حروف جار، ربط و عطف، و فجائیه وغیره بهی بلا تکلف مرهٹی میں استعمال هونے لگے اور اب تک هوتے هیں - ان تمام امور کا بیان هم آگے چل کر تفصیل سے کریں گے —

یهاں هم هر دور کی تحریریں بطور نمونے کے پیش کرتے هیں، جن سے اوپر کے بیان کی کسی قدر تصدیق هوگی هر نمونے کے ساتهه مختصر طور پر ضروری تشریح بهی کردی گئی هے —

चोखटें कां गोमटें। हें कांहींन्चि तया नुमटे। रात्रि दिवस न घटे। सूर्यासि जेवीं।१। ऐसा बोधुन्चि केवलु। जो होऊनि असे निष्कलु। त्याहीवरी भजन शीलू। माझ्या ठायीं ॥२॥ तरि तया ऐसें दुसरें। आम्हां पढियंते सोयरें। नाहींगा साचोकारें। तुझी आण पांडवा।३। पार्था जयान्चिया ठायीं। वैषम्याची वार्ता नाहीं। रिपुमित्रा दोहीं सारसी पाडु।४। कां घरींन्चियां उजियेड करावा। पारखियां आंधार पाडावा।

हें नेणोंचि गा पांडवा । दीप जैसा ।५। जो खांडावया घाव घाली । कां लावणी जयानें केली । दोघां एकाचि साउली । वृक्षु जैसा ।६। ना तरी इक्षुदंडु । पाळितया गोडु । गाळितया कडु । नोहेचि जेवीं ॥ ७ ॥ अरि मित्रीं तैसा । अर्जुना जया भाव ऐसा । मानापमानीं सरिसा । होत जाय ।८। तिहीं ऋतु समान । जैसें कां गगन । तैसा एकाचि मान । शीतोष्ण जया ।९। दक्षिण उत्तर मारुता । मेरु जसा पांडुसुता । तैसा सुखदुःखप्राप्तां । मध्यस्थु ।१०। माधुर्यें चांद्रिका । सरिशी राया रंका । तैसा जो सकळिकां । भूतां समु । ११ । अवघिया जगा एक । सेव्य जैसें उदक । तैसें जयातें तिन्ही लोक । आकांक्षिती ॥ १२ ॥ जो निंदेतें न घे । स्तुतीतें न श्लाघे । आकाशा न लगे । लेपु जैसा ।१३। तैसें निंदे आणि स्तुती । मान करून एके पंक्ती । विचरे प्राणवृत्ति । जनीं वनीं ॥ १४ ॥

ज्ञानेश्वरी – अध्याय १२

اوکھتے کا گومتے ھے کاھیں چی تیا نومتے واتری دیوس
نگھتے سوریا سی چے ویں —
ائیسا بودھوچی کیولو جو ھو وونی آسے نشکلو تیاھی
وری بھجن شِلو ساجھیا تھائیں —
تری تیا ائیسے دوسرے اسھا پفدھیتے سوڑرے ناھیں
کا ساچوکارے تجھی آن پاندوا —
پارتھا جیاچی یا تھائین ویشمیاچی وارتا ناھیں
رپومترا دوھین سری سا پاڑو —
کاں گھریں چیا وجی ایڑ کراوا پارکھیاں آندھار پاڑاوا ھیں
نے نے چی گا پانداوا دیپ جیسا —
جو کھانداوَیا ، گھاؤ گھالی کا لاؤنی جیانے کیلی دوگھا
ایک چی ساؤلی وریکشو جیسا —
ناتری اِکشودندو پالی تیا گوڑو گالی تیا کڑو نوھے چی جیویں۔

اری متریں تیسا آرجنا جیا بھاو ایسا سان اپھانی سری سا ھوت جاے —

تی ھیں رُتو سمان جیسے کا گگن تیسا ایک چی سان شیتو شن جیا —

دکشن اُتر ساروتا سیرو جیسا پاندوستا تیسا سکھ دُکھ پراپتان مدھیستو —

ساڈھریے چندریکا سرسیں رایا رنکا تیسا جو سکلیکا بھوتاں سمو —

آگھویا جگا ایک سیوئیے جینسے اُودک تینسے جیاتیں تینھی ٹوک آکانکشیتی —

جو نیندیتے نے کھے ستوتی تے نہ شلاگھے آکاشا نہ لگے لیپو جیسا تیسے نیندے آنی استوتی سان کرون ایکے پنگتی وچرے پران ورتی جنی ونی —

دنیا نیشوری ۱۲

اوپر کا اقتباس مرھٹی کے مشہور شاعر دنانیشور کی کتاب دنانشوری تفسیر بھگوت گیتا سے لیا گیا ھے - یہ شاعر راجہ رام دیو (فرماں روائے دیوگڑھی) کے عہد میں ھوا - اس کا زمانہ تیرھویں صدی کا ھے اور دیوگڑھ (دولت آباد) کی فتح سے قبل کا ھے - مسلمانوں کا تسلط اس وقت تک یہاں نہیں ھوا تھا البتہ یہ اغلب ھے کہ مسلمان تجار اور درویش یہاں ھوں - اس نمونے سے ظاھر ھوتا ھے کہ اس وقت فارسی نے مرھٹی پر کوئی اثر

نہیں ڈالا تھا - وجہ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی حکومت دکن میں قائم نہیں ہوئی تھی - یہ تمام کتاب اس وقت کی ٹھیٹ مرھٹی میں ہے - اور کوئی لفظ فارسی عربی کا اس میں نہیں پایا جاتا —

دنانشور کی تاریخ پیدائش . سنہ ۱۲۷۵ ع -
تاریخ وفات - سنہ ۱۲۹۶ ع -

१ स्वति श्री हिजरत ६९ शकु संवतु १२८९ प्रवंग संवत्सरे आश्विय + +
२ श्रीमत्य प्रौढि प्रताप चक्रवर्ति माहाराजाधिराज श्री हंबिरु राओ
३ ठाणें कोकण राज्यं क्रोति सत्ये तम्मिन काले प्रवर्तमाने धरमादि ।
४ पत्र लिखितं यथा सर्व व्यापारि सिहि प्रो तं निरोपित अठागर अधि
५ कारिआ कुसना आहासण नाकाचा सेणबै देऊं प्रोण्डोह वेलित स
६+ रंध चिचावली माम पैकि तथिला मिजिगिति सिहि प्रोकेलि तेथें मणी
७ आ लावेया लागी आठागर समंथ मुख्य नारावें आगरु पैकि कोतल वाडि
८! नारदे कवलि आ पैकि माटालि? उरो वाडआ २ ससिमफल भोगास
९ हित श्री रायाजा प्रधातु सिहिंप्रो बिकति सडाउनि चिचवलिये चिये मिजिगिति
१० वर मिथा मलिया कातिंक वाड़ी विक्रिता द्रामा १६० नारदे कवलिया जि
११ ये माटालैये विक्रिता द्रंम ४० उैर वाडिआ २ विक्रिता द्रामा सते २००
१२ हे द्राम वरत सकोश कवलिआ मुख्य करुनि समला आगारयांस मागिउ -
१३ डिली घा अढासाल गोपाल वादनिचे तले अठि आवाटातु राइ नाहीं वाडि
१४ आदातोंर हिन करुनि जालिआ म्हणौनि समलि आगरि यांस त्यातिवि
१५ कलि ते गुंति कैवाह सोडबुनि सिंहि प्रौला गौनि वाडिआ विकिली आहे -
१६ वाडिआ कोण्हि दातारु ढमठेलित गुंति करितर समष्टिम आगरियांहिप्रति -
१७ (का रावें हा धरमु सिहि प्रोचा तितीवड समष्टि आगरियांहि समाग्रि
प्रति पालावें -
१८ झाडे आचि जमैतिस जेतुक आगीर साहि आडखे पाठे ते तुके आगरास आ प्र-
१९ झाडावें ति रोपडवा वाडि सिहिप्रो सासन विषय भोग बारिहा धरमु समग्रि प्र-
२० तिपालावा आघाटाणें पूर्व दिसें नाऊ म्हातोर याचि बाडि उत्तर दिसे
चोर ते बाडि पष -

२१ चिम दिसे पाठियारा वडि दक्षिण दिसे कोणिष्टि या चि वाडी ऐसि
आघाटणों चि -
२२ आ रविवारति आहि पालक वरत अ काण्हा कवलिआ पोगुवा अ रास देऊ
२३ वेद म्हा तारि याचा धरमु देउ विउ म्हातारे आया वाडरे पैकि वा वंदे
उकघाट -
२४ आ अंबेयारि सोम्हाल म्हातारा राढत नाग देऊ माई दार्युम्सदे सेठि
२५ साउ म्हातारा ताहदेउ का वंदे म्हातारा सवद म्हातरा गोरु म्हातारा -
२६ साजकार सोमदेअ जोटा देअ वारै करु वरतअ मुपल पाठैलु नागला पाठैलु-
२७ वैडा करु हेजन १८ मुख्य करुनि समग्रि प्रति पालावें अं प्राचे साक्षिता-
२८ नागांव जमैति पैकिःप्टुगु माहामद दाउवार आया शाजिदाउवार आया -

(۱) سوستی شری هجرت ۹۹ سکو سموت ۱۲۸۹ پلو ئگ
سنوتسرے ادهیئے —

(۲) سری متیبے پروری پرتاپ چکرورتی مہاراجادهیراج سری
همبیر راو —

(۳) تهانے کوکن راجیے کروتی ستیبے' تسمن کالے پرورت
مانے دهرمادی —

(۴) پتر لیکهیت یتها سرو و یاپاری سی هی پرو تم فرو
پت اتها گرادهی —

(۵) کاری آکسنا اهاسن ناکاچا سیدوئے دیؤ پڑن ژهه ویلتسے —

(۶) رنگهه چیچاولی مام پیکی تیتهلا میچیگتی سی هی
پروکیلی تیتهی منی —

(۷) آلاوے یا لاگی آتهاگر سهنتهه مکهٹے ناراوے اگرو
پیکی کوتل واڑی —

(۸) ناردے کولی آ پیکی ماتالی اورو واڑی یا (۲)

سسیم پھل بھوگاس —

(۹) ھیت سری رایا جا پردھاتو سہی‌ھی پرو وکتی
سڑاؤنی چھولیئے چی‌ئے میںجی‌گیتی —

(۱۰) ورمیتھا ملی یا کاتک واڑی وکریتا در ماھه ۱۶۰
نارد ے کولی آجی —

(۱۱) یے ماتالیئے وکریتا درم ۴۰ اورو واڑی‌آ ۲ وکریتا
دراما ستے ۲۰۰ —

(۱۲) ھے درام ورت سکوش کولی آ مکھے کرونی سہلی
اگری‌یاس ماگے او —

(۱۳) تِلی گھا اڑا سال گوپال وادنی‌چے تلے آتھی آواتا
تو راھا ناھی واڑی —

(۱۴) آدا تارین ھیں کرونی جالی‌یا سھفونی سہلی آگری
یانس تیاتی وی —

(۱۵) کلی تے گنتی کےواہ سوڑ اونی سی‌ھی پرلا گونی
واڑی یا ویکلی آھے —

(۱۶) واڑی یا کونھی داتارو تھم‌تھیلیت گُنتی کری تر
سہشتم انگری یاھی پرتی —

(۱۷) (کا)راوے ھا ڈھر موسن ھی پر و چاتی‌تی‌وڑ سہشتی
انگری‌یاھی سہاگری پرتی‌پالاویں —

(۱۸) جھاڑے آچی جھےتس جےتک آگری ساھی آڑکھے
پاتھے تےتوکے آگراس ۲۷ پر —

(۱۹) جھاڑا وے تی روپڑوا واڑی سہی‌ھی پروساسن وی‌شئے

بھوک باری‌دھر موسماگری پر —

(۲۰) تی‌پالاوا آگھاتانے پوروَ دِشیے فاؤں مھاتارے یاچی باری اُتر دِشیے چورتے باری پش —

(۲۱) چم دشیے پاتھی یالا وڑی دَشِن دِشیے کونشتی یاچی واڑی الیثی آگھاتنے چی —

(۲۲) آ رووارتی آھی پالک ورت آکانھا کولی آ پوگووا آواس دےاُو —

(۲۳) ویدہ مھتاری یا دچاھرمو دے اُو وی اُو مھا تارے آیا واتھے رے پیکی وا وندے اُک گھاٹ —

(۲۴) آسبے یاری سومھال مھاتارا راتھت ناگ‌دیو بھای دار یوم سدے سیتھی —

(۲۵) ساؤ مھاتارا ناھدےاُو کاوندے مھاتارا سود مھاتارا گورو مھا تارا —

(۲۶) ساہ کار سوصدیو جوتادیو و رے کرو ورت آ سوپل پاتھےلو ناگلا پاتھےاو —

(۲۷) وےڑا کرو ھیھن ۱۸ مُکھیہ کرونی سھگری پرتی پالاویں آنہہ پراچیں ساکشیتا —

(۲۸) ناگاؤ جھےتی پیکی پتیگو مدھہ داؤ وار آیا شجی داؤوار آیا —

نمونہ ۲ ایک کتبے کی نقل ہے جو ناگاؤں ضلع قلابہ (جنوب بمبئی) کے مندر بھیمیشور میں کندہ ہے —

اس کا سنہ پہلی ہی سطر میں درج ہے - اور قابل

لحاظ بات یہ ھے کہ اول سنہ ھجری دیا ھے اور اس کے بعد سالباھن کا سنہ (شکے) ھے —

اصل الفاظ یہ ھیں " ھجرت ۶۹ سکو سموت (سمت) ۱۲۸۹ " —

یہ ظاھر ھے کہ ھجری سنہ ۶۹ نہیں ھوسکتا - یا تو اول کا ھندسہ مٹ گیا ھے یا محض اختصار کے خیال سے سینکڑہ کا ھندسہ چھوڑ دیا گیا ھے جیسے آج کل عام طور پر رواج ھے کہ سنہ ۱۷ ع لکھدیتے ھیں - اور اس کے قبل بخیال اختصار ۱۹ کا ھندسہ ترک کردیتے ھیں —

سالباھن سمت سے مقابلہ کرنے سے معلوم ھوتا ھے کہ یہ سنہ ۷۶۹ ھجری ھے —

دوسری بات اس میں دیکھنے کے لایق یہ ھے کہ اس مختصر کتبے میں ایک دو فارسی الفاظ بھی استعمال کئے گئے ھیں - ایک لفظ تو " جمعیت " کا ھے - جو دوبار آیا ھے ' دوسرا لفظ " ساز کار " ھے —

تیسری بات یہ ھے کہ اس میں تین مسلمانوں کے نام آئے ھیں - دو تو جمعیت سے تعلق رکھتے ھیں جو غالباً فوجی افسر ھوں گے جن کے نام محمد داور محمد شجوار (یہ نہیں معلوم ھوتا کہ اصل لفظ کیا تھا جسے بگاڑ کر شجوار بنا لیا گیا ھے) تیسرا نام شیہرو ھے جو مدارالمہام تھا اور جس کے متعلق کتبہ میں یہ لکھا ھے کہ وہ ھر چیز کا بیوپار کرتا تھا - اس وقت یہ صحیح

طور سے معلوم کرنا مشکل ھے کہ اصل نام کیا تھا - اس تعریف سے کہ وہ ھر چیز میں تجارت کرتا تھا اُس کے مسلمان ھونے کا یقین ھوتا ھے اس لئے کہ اس زمانے میں نیز اُس کے بعد بھی اضلاع کوکن و ملابار میں اس قسم کے تاجر سب عرب مسلمان ھوتے تھے - علاوہ اس کے یہ نام آریائی اور دراوڑی زبان کا نہیں معلوم ھوتا —

چوتھی بات غور کے قابل یہ ھے کہ سنہ ۹۹ ھجری عربی الفاظ میں تحریر ھے —

پانچویں بات دیکھنے کی یہ ھے (جیسا کہ اس کتبے سے معلوم ھوتا ھے) کہ اگرچہ اس ریاست کا فرماں روا دولت‌آباد کے جادھو خاندان کا خود مختار راجہ تھا اور وھاں اسلامی حکومت کا مطلق کوئی اثر نہ تھا، تاھم فارسی الفاظ وھاں بھی پہنچ گئے تھے —

ایکناتھہ پٹن (ضلع اورنگ آباد) کا مشہور شاعر، سادھو اور مصلح گزرا ھے - اس نے سترھویں صدی کے اوائل میں انتقال کیا - اس کے کلام میں سے ذیل میں ایک فرضی عرضداشت کی نقل لکھی جاتی ھے —

अर्जदास्त

अर्जदास्त अर्जदार । बंदगी बंदें नवाज

अलेकें सलाम । साहेबांचे सेवेसी

बंदे शरीराकार । जीवाजी शेखदार

बुधाजी कारकून । प्रगणे शरीराबाद

किल्ले कायापुरी । सरकार साहेबांची

आज्ञा घेऊन स्वार जालों तो प्रगणे मजकुरीं येऊन सरकार काम करावयास लागतो तो. प्रगणे मजकूराचे जमेदार दामाजी सेट्ये व कामाजी महाजन व मनीराम देशमुख व ममताई देशपांडिण क्रोधाजी नाईकवाडी ऐसे हरामजादे फार आहेत ते सरकार कामाच्या कयास चालूं देत नाहींत. दामाजी शेट्या कचेरीस येऊन जोम धरून बसतो. मनीराम देशमूख आपलें काम परभारें करून घेतो. ममताई देशपांडिण इणे तमाम तफरका केला तो साहेबापासून जरासंध चोपदार आला त्यानें खबर केली कीं मागून यमाजी पंताची तलब होणार. त्यास त्या धास्तीनें तमाम परगणा वोस झाला. वितपशील कलम डोळस वाडीस मात्र कांहीं रुई झुई वस्ती राहिली कानगांव तों बंद जालें. दोन्ही वेशींचीं कवाडे लागलीं. नाकापुरास वहाव सुठले. तोंडापुर तो तफरका झालें. दंताळवाडी वोस पडली. दिवे लागणी देखील राहिली नाहीं केसगांवची पांढर जाली शिरापुरचा लोक दरोबस्त थर थरा कांपतो हातगांव कसाल्यांनं जर्जर जालें. त्यांच्यानें आतां कांहीं लावणी होत नाहीं. पायगांवचीं मेटें बसलीं. ढोपरपूरची राहली. चरण गांव चाली सरली. ऐसी परगण्यांत कीर्दी बुडाली. यावर सरकारी काम सुरूं करीत होतों तो मयाजी पंताची परवानगी आली कीं, हुजूर येणें.आपणास साहेबाचा आश्रय आहे. एका जनार्दन बंदा । बंदगी रोशन होय। हे अर्जदास्त.

عرضداشت

عرضداشت عرضدار بندگی بندہ نواز —
علیکم سلام صاحبانچے سیوے سی بندے شریراکار
جیواجی شیکھدار —
ڈھاجی کارکن پرگنہ شریرآباد —
قلعہ کایا پوری سرکار صاحبانچی —
اگنیا گھیاون سوار جالوں تو پرگنہ مذکوریں ایے اون سرکار
کام کراویاس لاگتو تو پرگنہ مجکورچے —

جمعدار داماجی شیتّے و کاساجی مہاجن و منی‌رام دیسمکھہ و مہتائی دیش پانڈین کرودھاچی

نائک‌واڑی ایثے سے حرام‌زادے پھار آھیت
تے سرکار کاماچا کیاس چالو دیت ناھیت -

داماجی شےتیثے کچہریس لےاون جوم دھرون بس تو منی رام دیش مکھہ آپلین

کام پر بھاریں کرون گھے تو مہتائی دیش پانڈین ایثے تمام تفرقہ کیلا تو صاحبا پاسون جراسندہ چوبدار آلا تیانے خبر کیلی کیں ماگون یہاجی پنتاچی طلب

ھونار تیاس تیا دھاستی نے تمام پرگنہ اوس جھالا بتپشیل کلم تولس واڑیس ماثر کاھیں روئی جوئی وستی راھیلی کان گاؤں تو بند جالے دونہیہ ویشی چیں کواڑیں لاگلی —

ناکہ‌پوراس وھاؤ سوتلے ٹونڈاپور تو تفرقہ جھالے دنتال واڑی اوس پڑلی —

دیوے لاگنی دیکھیل راھلی ناھیں - کیس گاوچی پانڈھری جالی شراپورچا لوک درو بست تھر تھرا کا پتو ھات گاؤ کسالیان جرجرجالے تیاچیا نے آتا کاھیں لاؤنی ھوت ناھیں پاے گاوچی مینٹھے بسلی تھوپر پورچی

راھیلی چرن گاو چالی سرلی ائیسی پرکفیات کردی بڑالی یاور سرکاری کام سروکریت ھوتوں تو سیاجی پنتاچی پروانگی آلی کی حضور ایثے آپناس صاحبانچا آشریہ آھے ایکا جنار دھن بندہ بندگی روشن ھوے ھے عرضداشت —

یہ ایک عرضداشت ہے جو روح نے خدا کے نام لکھی اور جس میں - بتایا ہے کہ دنیا میں آ کر سمجھہ پر کیا واردات گزری —

ایکناتھہ نے اس کا نام " عرضداشت " ہي رکھا ہے اور یوں شروع کیا ہے —

" عرضداشت عرض دار' بندگی بندہ نواز' علیکم‌سلام "

یہ خاص اسی کے الفاظ ہیں اس کے بعد اصل عرضداشت کا مضمون شروع ہوتا ہے جس میں بہت سے عربی' فارسی الفاظ آئے ہیں - مثلاً صاحب' بندہ' شبکھدار (شقدار) کار کن' شریو آباد' قلعۃ کا یا پوری (اضافت ساتھہ استعمال کیا گیا ہے) سرکار' سوار' مذکور' زمیندار' و' حرام زادہ' تھاس' تمام' زبردست' تفرقہ' چوبدار' جز' طلب' بہ تفصیل کلام' دخیل' دروبست' شروع' پروانگی' حضور' بندگی روشن —

خاتمہ ان الفاظ پر کیا ہے - " بندگی روشن ہوئی - ہے عرضداشت " اس ملک میں اب تک مرهٹی درخواست کے خاتمہ پر یہ الفاظ لکھے جاتے ہیں —

یہ نمونہ ہے - اس وقت کی مرهٹی درخواستوں کا - اس عرضداشت کا سنہ تحریر تقریباً سنہ ۱۵۸۸ ع ہے — تقریباً اسی زمانے کی ایک اور تحریر پیش کي جاتی ہے - یہ ایک خط ہے جو راجہ انکوش راؤ نے سنہ ۱۵۷۹ ع میں اپنے کارکن کو لکھا ہے —

خط

پوش شدے دشمی شکے ۱۳۹۸

از رخت خانہ راجےشری انکوش راؤ راجے گوساوي بجانب کارکنانی تپ کھیڑ بارے بدانند سرو سیت یعین و تسع مایہ دیش‌مکھانی تپ مجکور و انعامتی و ھکلا جماو باجے انعامتي و سیتے سنبھوجی و بابروجی و دیشکو و تپ مجکور بار بھوگوٹے تصرفاتی وزیرانی کار کردی در کار کردي پیسجی تا ملک سرک ملک کامن ملوک چالی لے آھے تیسے چال وی نے ۔ أیسی کھرد کھتاچی رجا ھوئیے معلوم جھالے دیش‌مکھاچی اسابتی و انعامتی و ھک لا جیما و باجے انعامتی و سیت سنبھوجی و بابروجی و دیسکو تپیے مجکور ٹھگ کول بھو گوٹے تصرفیل تا کار کردی پیسجی و جیرانی چالی لے آھے تینے پرمانے چال ویجے اسیلی کھرد کھت دیسمکھا سی اسو دیجے ۔ تالیک لے ھون گھےای جے مور تب تاریخ ۸ ماہ شوال ثلاث

[पौष शु ॥ ४ शके १४९८]

अज रखतखाने राजश्री अंकुशराव राजे गोसावी बजानेबू कारकूनानीतपे खेड बारे बिदानद सुरू सीत सबन व तिसा मया देशमुखानी तपे मजकूर व इनामती व हकलाजिमा व बाजे इनामती व सेते संभूजी व बाब रोजी व देसकु तपे मजकूर बार मोगवटे तसरफाती वजिरानी कारकीर्दी दर कारकीर्दी पेसजी ता मलिक सर्क मलिक कामन मुल्क चालिले आहे तैसे चालविणें - ऐसी खुर्द खताची रजा होय. मालूम जाहाले देशमुखाची इसाबती व इनामती व हक लाजिमा व बाजे इनामती व सेत संभूजी व बाबरोजी देसकु तपे मजकूर ठाग कौल भोगवटें तसरफील ता। कारकीर्दी पेसजी व जिरानी चालिले आहे तेणें प्रमाणें चालविजे. असला खुर्दखत देसमुखासी असो दीजे. तालीक लिहून घेईजे. मार्तब. तारीख ८ माहे सौवाल. सलास.

اس مختصر خط میں مفصلہ ذیل فارسی، عربی ، الفاظ استعمال کئے گئے ھیں —

از رخت خانہ ، بجانب ، کارکنان ، تپ کھیڑ بارے (اضافت استعمال کی گئی ھے) بدانند، شروع سنہ ست سبعین و تسع مایۃ ، دیشمکہاں (فارسی طریقۃ جمع) تپ مذکور، انعام، حق لازمہ ، بعضے تصرفات، وزیر، درکار کرد، پیشگی، مُلک، سلک، خورد خط، رضا، معلوم، اصابت، قول، اصل، تعلیق، مرتب، تاریخ ۸ ماہ شوال ثلاث

اس میں صرف چند مرھٹی الفاظ ھیں باقی سارا خط فارسي، عربی الفاظ سے بھرا پڑا ھے - اس کے علاوہ طرز تحریر فارسی ھے اور بعض جگہ مرھٹی میں فارسی محاورات کا لفظی ترجمہ ھے —

سترھویں صدی کی ایک تاریخی اور دلچسپ تحریر اس جگہ نقل کی جاتی ھے - یہ ایک خط ھے جو ملک عنبر نے شاہ جی (والد شیواجی) کے پروھت دامودھر بھٹ بن نارائن بھٹ اور اس کے بھائی راسیشور بھٹ کو عطاے جاگیر کے متعلق لکھا ھے - سنہ تحریر سنہ ۱۶۱۸ ع ھے - اصل سنہ جو اس خط میں درج ھے وہ ھجری ھے اور دیکھنے کی بات یہ ھے کہ اصل عربی الفاظ کو مرھٹی حروف میں لکھا ھے - یعنی " تسع عشر الف - ۲۰ شوال"

इ. स. १६१८ चा एक लेख.

अज दीवाणें रख्तखाने खास बेजानब् कारकुनानी व देस मुखानी पा ॥ पुणें व मुकसाई यानी व हुदेदानी अजहली मुकासाई हाल व इस्तकबाल व

मोकदमानी मौजे देउलगों नजदीक आलेगो कर्याती पाटस पा|| मजकूर (बदा-नद सु|| सन तिसा असर अलफ दामोदर भट बिन नारायन भट व रामेस्वरभट बिन नारायन भट साकिन आखी मुद्गल बंदगीहजरती मालूम केलें जे, आपणी-यासी इनाम जमीन सेत खुद ख सा दोरी सवादरसवाद मौजे देउलगौ नज-दीक आलेगौ कार्याती पाटस परगणें मजकूर बा || हुजती हैबतखान सलास अलफ आहे. येणें प्रमाणें फर्मान करून देणें म्हणून रोखा ममलकत मदारी मलकंबर एकंदर इनामदारानी तिसा असर अलफ छ २० माहे सौवाल आहे फर्मान मन्हामती होयें मालुम जालें-बा ई आ|| ती दिवाण खासा बराय ई रुके ७ देवविले दामोधरभट बिन नारायणभट व रामेश्वरभट बिन नारायनभट साकिन आरबी मुद्गल. यासी इनाम जमीन सेत खुद खासा दोरी सवादर सवाद मौजे दउलगौ न || आलेगौ कर्याती पाटस पा| मजकूर बा| हुजती हैबतीहबतखान सलास अलफ दिघले आहे-तेणें प्रमाणें करार केले असे त || सवा असर अलफ असा भोगवटा व तसरुफाती चालत असेल तेणें प्रमाणें दुमाला कीजे दर हर साल फरमानाचा उजर न कीजे. तालीक घेउन असली फिरावून दीजे. बा| रोखा म|| म|| मलकंबर एकंदर इनामदारानी तिसा असर अलफ छ २० सावाल प्रा| दामोदर भट व रामेस्वर भट सेत दोरी सबा बा| सवाद दफतर यास मार्तब सूद

یہ خط شروع سے آخر تک فارسی الفاظ سے بھرا ھوا ھے اور اس میں فارسی مرھٹی الفاظ کا تناسب (قطع نظر اعلام کے) یہ ھے —

فارسی الفاظ ۱۲۷

مرھٹی ۳۸

فارسی الفاظ کے نیچے امتیاز کے لئے خط کھینچ دیا گیا ھے —

ہم اس خط کو فارسی حروف میں لکھتے ہیں اور مرہٹی الفاظ کو قوسین کے اندر دکھاتے ہیں - اس سے صحیح اندازہ ہوسکے گا کہ اس ایک خط میں کس قدر فارسی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے :—

از دیوان رخت خانہ خاص بجانب کارکنان و دیسمکھان پرگنہ پونا مقاسائیان و عہدہ داران از ہتی حال و استقبال و مقدمان موضع دیول گاؤں نزدیک (آلے کٹو) قریاتی (پاٹس پاٹیل) مذکور بداند - شروع سنہ تسع عشرالف دامو دھر بھٹ بن نارائن بھٹ وراميشور بن نارائن بھٹ ساکن اروی مدگل بندگی حضرتی معلوم (کیلے زے آپن یاسی) انعام زمین (سیت) خود خاصہ دوری سوا دز سواد موضع دیول گاؤں نزدیک (آلے کٹو) قریاتی (پاٹس) پرگنۂ مذکور بدل حجتی هیبت خاں ثلاث الف (آھے میئے پرمانے) فرمان (کروں دیئے سفہوں) روخا سملکت مدار ملک عنبر (ایک اندر) انعام داران تسع عشر الف ۲۰ ماہ شوال (آھے) فرمان مرحمتی (ہوئے) معلوم (جھالے) بدل انعام (اکا رتی) دیوان خاصہ برائے رقعہ (ساتھہ دي دے) دامودھر بھٹ بن نارین بھٹ و رایشور بھٹ بن نارین بھٹ ساکن اردی مدگل انعام زمین (سیت) خود خاصہ دوری سوادر سواد موضع دیول گاوں نزدیک (آئے کٹو)

قریاتی (پاتّس) پرگنه مذکور بدّل حجتی هیبی هیبت خاں ثلاث الف(د دھلے آھے تیھنے پرما نے)قرار(کیلے آسے تے)سبع عشر الف (جھسا بھوگ وتا) و تصرف فاتی (چالت اسیل تیھنے پرما نے) د نہا لہ (کیزے) در ھر سال فرمان (چا) عذر نه کیزے ۔ تعلیق ۰ (گھیوں) اصلی (پھراوں دیزے) بدل رخا مذکور ملک عنبر (اک اندر) انما مدارانی تسع عشر الف ۲۰ ماہ شوال (پرما نے) دامو دھربھٹ و رایشور بھٹ (سہت دوری سوابدل سواد دفتر (باس) مرتب سد —

ذیل میں ایک اور خط نقل کیا جاتا ہے جو دیانت راو وزیر مال سلطان علی عادل شاہ نے نیلو سوندیو موز مدار (معتمد مالگذاری) شیواجی مہاراج کو لکھا ہے - سنہ تحریر سنہ ۱۶۵۶ ع ہے —

श्री १६५६ ई. स.

अखंडित लक्ष्मीप्रसन्न परोपकार मूर्ति राजमान्य राज श्री निलोपंत गोसावी यास- ॥ छ सेवकें दियानतराऊ नमस्कार विनंति उपरि -- मौजे उझार्डे किल्ले बंदन माहताजी गांव चालत असतां सांप्रत नुर खानास खा जालाह होता -- यावरी हुजूर मालूम होऊन माहालीचे देहे माहालास मोकरर केले असें तरी मौजे मा॥ किल्लेचे किल्लेस दुंबला केले पाहिजे - पहिलें नूरखानाचे विषयीं लिहिलें होतें. यावरी न च जा तो किल्ले मजकूरास दुंबला करणें पुढें नूरखानाँचे विषयीं लिहिलेया त्यास दुंबाला न करणें माहताजी गावा विषयीं विनाजी - कोन्हेरीपंत सांगतील त्या सारखें पारपत्य देखील [केलें] पाहिजे. किल्ले बंदन आमचें बतनस्थल आहे -- त्याचें मदत्त करावयास अंतर पडो न देणें बहुत लिहिणें नलगे [मोर्तब सूद]

سری

اکھنڈیت لکشمی پرسن پروپ کارسورتی راج مانییےراجے سری نیلو پنت گوساوی پاس سیوکے دیانت راؤ نمسکار وننتی اوپری موجے اوجاتے کلیے بندن سہاتاجی گاو چالت آمتا سام پرت نورخاناس کھاجالاہ ھوتا یاوری حضور معلوم ھو اون سہالي چے دیھیے سہالاس مکرر کیلے تری آسے موجے ما کلے چے کلیٓس دنبالہ کیلے پاھیجے - پہلے نورخاناچے ویشئیں لھی لے ھوتے یاوری نیچ جاتو کلے سجکوراس دنبالہ کرنے پوڑھے نورخانا چے ویشئیں لھی لے یا تیاس دنبالہ نہ کرنے سہاتاجی گاوا ویشئیں و ناجی کونھیری پنت سانگتیل - تیا سارکھے پار پتیبے دیکھیل کیلے پاھیجے کلے بندن آسچے و تن ستھل آھے - تیاچے مدت کرایاس انتر پڑو نہ دینے بہوت لھی نے نہ لگے مرتب سد —

اس خط سے یہ معلوم ھوگا کہ مرھٹی طرز تحریر میں ایک نئی تبدیلی واقع ھوئی ھے - اب تک فارسی الفاظ اور جملے بعینہ مرھٹی زبان میں استعمال ھوتے تھے - لیکن اس خط کے مطالعہ سے ظاھر ھوگا کہ فارسی عربی الفاظ کا استعمال کچھہ کم ھوتا جاتا ھے - لیکن فارسی محاورات اور جملوں کا لفظی ترجمہ مرھٹي زبان میں شروع ھو گیا ھے - اور گو الفاظ مرھٹی ھیں مگر طرز

تحریر اور اسلوب بیان میں فارسی زبان کا رنگ صاف نظر آتا ھے - مثلاً

" اکھنڈت لکشمی پر سن " अखण्डित लक्ष्मी प्रसन्न

دام دولتہ کا لفظی ترجمہ ھے —

" پرو پکار مورتی " परोपकारमूर्ती احسان مجسم کا ترجمہ ھے۔

" سیوک " सेवक بندہ کا ترجمہ ھے -

" موضع اُجھار تا " اور قلعۂ ڈنداں یہ دونوں اضافت کے ساتھہ استعمال ھوئے ھیں —

" معلوم ھووُں " اور " مقرر کے لے " یہ معلوم شد اور مقرر کرد کا لفظی ترجمہ ھے —

خط کا خاتمہ فارسی کے ان الفاظ کے ترجمہ پر ہوا ھے " زیادہ چہ نویسم " یہ جملہ اس وقت سے اب تک مرھٹی خطوں کے آخر میں استعمال ھوتا ھے —

نقل خط شیواجی مہاراج

श्री २६ जूलै १६७७

स्वस्ति श्री राज्याभिषेक शक ४ पिंगल संवत्सरे श्रावण शु ॥ ७ सप्तमी गुरुवारे क्षत्रिय कुलावतंस श्रीराजा शिवछत्रपति यांसी यशवंतराऊ शाहजी कदम नामजादकोट बालगुडानूर यासी आज्ञा केली ऐसीजे :—

कोट मजकूरीं हसमें नामजाद आहे व एक जिन्नस ही शिल्लक थोडा बहुत आहे- एसियासी त्याच्या लिहिणियासी लिहणार पाहिजे म्हणून त्यावरी तिमाजी नारायण यासी जमा करून पाठविलें आहे. तैनात दरमाहे होंन प्रार ३ तीन रास केले असेत, इ ॥ प्रो पासून बजावाटा उखेटी प्रो वजा करून बाकी बेरीज माहे

दर माहे आदा करीत जाणें, आणि त्याचें होतें कूट मजकुरी लिहिणियाचें काम घेत जाणें–आणि कागद बाब लिहिणियामा फक देत जाणें-मजुरा असे-लेख नासिमा.

श्री शिव चरणीं तत्पर त्र्यंबक सुत मोरेश्वर	मर्यादेयं विराजते

سری

سوستی سری راجیا بھیشک شک ۴ پنگل سنوت سرے سراون شدھے (۷) سپتھمی گرو وارے کشتریہ کُلا وتنس سری راجہ شیوَ چھترپتی یانسی ایشونت راؤ شاہ جی کدم نام زاد کوت بال گوتا نور یاسی ادنا کیلی اے سی جے کوت مجکوری ھسپے نام زاد آھے و ایک جنس ھی شلک تھوڑا بہوت آھے ییسی یاسی تیا چیا لیہی نی یاسی لیہی نار پاھیجے منہون تیاوری تیما جی نارائن یاسی جما کروں پاتھوی لے آھے تینات در ماھے ھوں پرار (۳) راس کیلے اسیت ای پرمانے پاسوں بجا واتّا او کھیتی پرمانے وجا کرون باکی بیریج ماھے در ماھے ادا کریت جانے آنی تیاچے ھوتیں کُت مجکوری لیہی نی یاچے کام گھیت جانے آنی کاگد باب لیہی نی یا ماپھک دیت جانے مجورا اسے لیکھ نسیما

(سری شیو چرنی تتپر) (تر بمک سوت مور یشور)	مریادیئیں وراجتے

یہ خط شیوا جی مہاراج نے ۲۹ جولائی سنہ ۱۶۷۷ ع میں اپنے ایک سردار ایشونت راؤ شاہ جی کدم کے نام

لکھا ھے - یہ خاص طور پر قابل توجہ اور قابل لحاظ ھے پہلے ذکر آ چکا ھے کہ شیواجی مہاراج نے فرمان جاری کیا تھا کہ فارسی عربی الفاظ استعمال نہ کئے جائیں - اور لغت بھی اس غرض سے تیار کی گئی تھی کہ فارسی عربی الفاظ مروجہ کے بجائے سنسکرت الفاظ بنائے جائیں - یہ خط شیواجی مہاراج کی وفات سے دو تھائی سال قبل کا ھے لیکن باوجود اس احتیاط اور احتراز کے اس چار سطر کے مختصر سے خط میں مفصلۂ ذیل الفاظ عربی فارسی کے استعمال کئے گئے ھیں —

(۱) مذکور (۲) حشم (۳) نامزد (۴) جنس (۵) سلک (۶) جمع (۷) تعینات (۸) در ماہ (۹) راس (۱۰) وضع (۱۱) باقی (۱۲) ماہ در ماہ (۱۳) ادا (کرنا) (۱۴) کاغذ (۱۵) باب (۱۶) موافق (۱۷) مجرا —

قطع نظر اس کے ایک قابل غور امر یہ ھے کہ ان فارسی عربی الفاظ کے علاوہ جو عبارت اس خط میں مندرج ھے وہ فارسی طرز تحریر کی نقل ھے - اور فارسی کے جملوں اور محاورات کا لفظی ترجمہ ھے - مثلاً خط کے عنوان کا ترجمہ یہ ھے —

" سن جلوس ۴ — ساون تاریخ ۷ — روز پنجشنبہ — فخر خاندان چھتریاں شری راجہ شیو چھتر پتی (شہنشاہ)

ایشونت راؤ شاہ جی کدم نامزد قلعۂ ڈال گدا نور حکم فرمود کہ " —

خاتمہ پر جو مہر ہے اس کے الفاظ بھی فارسی مہروں کی نقل ہیں —

نقل خط گوبند راؤ کالے (وکیل پیشوا بہ دربار حیدر آباد) موسومہ نانا فر نویس مورخہ ۱۷ جولائی سنہ ۱۷۹۵ ع

श्री   १७ जूलै १७९५ ई. स.

विनंति विज्ञापता मूसा रेमू आपले जमयत व तोपखान्या सुद्धां संगारडी पेठेस गेले. संगारडी भागानगराहून १८ कोस आहे. त्यास मूसा मजकूर यांनीं पेठेस मोर्चे लावून तोफाची मारागिरी करून पेठ घेतली. हिकडील लोक फार जाया झाले. पेठेंत वस्ती नव्हती प्यादे मात्र होते ते निघून गेले. सांप्रत भागाहून अजम साहेबं व घासिमिया यांस जामियत सुद्धां रवाना केलें त्यास अवघे मिळून सध्यां पांचशेंस्वार आहेत. त्यास पांच सात दिवस दरगाजवळ भागानगराहून दोन कोसावर मुक्काम होता. रात्रं दिवस चौकी पहारा हुशारीनें होते. प्रास्तुत दरगाहा वरून कुच करून पुढे संगारडी पेठेचे सुमारें गेले कोणें ही प्रकारें मुसारेमे यास जाऊन मिळावें. नाहीं तर शिद्दी अबदुल्लाखान ठार झाले. लोक गारत होऊन राहिले. ते परागंदा झाले जखमी अद्यापि येथें येतात. सांप्रत वर्तमान कीं बेद-

रचा किल्ला घेतल्यानंतर सदाशिव रड्डी आपले जामियत सुद्धां लागभाग पाहून गायब आहे. ण छ २९ जिल्हेज हे विज्ञापना

سری

وننتی وگنیا پتا موسا ریمو آپلے جمیت و توپ کھانیاں سدھا سنگارڈی پیٹھیس گیلے - سنگارڈی بھاگا نگرا ھون

۱۸ کوس آھے - تیاس موسا مجکور یانی پیٹھیس مورچے لا اُرن توپھا مار کری کرون پیٹھه گھیتلی - ھکرِیل لوگ پھار جایا جھالے پیٹھیت وستی نہوتی پیادے ماتر ھوتے تے نگھون گیلے سامپرت ماگا ھون اجم صاحب و گھانسی میان موسا ریھو پاس جمیت سدھا روانا کیلے تیاس اوگھے ملون سدھیا ۵ شے سوار آھے تیاس ۵ - ۷ دیوس درگاہ جول بھاگا نگرا ھون - دون کوسا ور مکام ھوتا - راترا دیوس چوکی پھارا ھشیاری نے ھوتے پرس توت درگاہ ورون کوچ کرون پورتھے سنگارتی پیٹھے چے سھارے گیلے کونے ھی پرکارے یاس جاؤن میلاوے - نا ھی تر شدی عبد اللہ خاں تھار جھالے - لوک گارت ھواون راھیلے تے پراگندہ جھالے جکھدی ادیاپی ایتھے ایتات سامپرت ورتھان کی بیدر چاکلا گھیتلا تنتر سدا شیو رتی آپلے جمیت سدھا لاگ بھاگ پاھون غائب آھے - سنہ - چھہ - ۲۹ ذالحج ھے ودنیا پنا :—

اس خط میں تاریخ ھلالی عربی الفاظ میں لکھی ھوئی ھے - سنہ ۱۸۴۸ع تک سنہ و تاریخ تمام مرھٹی خطوط و فرامین میں ھجری اور عربی الفاظ میں لکھے جاتے تھے - اس خط سے ایک امر یہ بھی معلوم ھوتا ھے کہ اگرچہ اتھارویں صدی میں فارسی عربی الفاظ بلا تکلف استعمال ھوتے تھے؛ مگر پہلے کی نسبت کم ھو گئے تھے - چنانچہ

اس خط میں فارسی عربی الفاظ کی تعداد (۲۸) ہے اور مرھٹی الفاظ کی تعداد (۸۴) ہے اور تقریباً یہی تناسب مرھٹی اور فارسی الفاظ کا اب تک مرھٹی زبان میں پایا جاتا ہے —

اب میں اُن اثرات کا ذکر کرتا ہوں جو فارسی نے مرھٹی زبان کی صرف و نحو پر ڈالے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ فارسی کا اثر محض اسما و صفات تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ زبان کے بنیادی عنصر تک پہنچ گیا تھا اور یہ اثر ثابت کرتا ہے اس بات کو کہ دکن کی اسلامی حکومت میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات کس قدر گہرے تھے —

(۱) تمام ہندی زبانوں میں صفت اسم کے پہلے آتی ہے جیسے اچھا آدمی ' شریر لڑکا - مرھٹی میں بھی یہی ہوتا ہے لیکن فارسی کے اثر سے بعض اوقات صفت اسم کے بعد آتی ہے - اس کا استعمال خاص کر سرکاری اور دفتری تحریرات میں زیادہ ہوتا تھا - مثلاً

इसम मजकूर	اسم مذکور
पंडित मशार नील्हे	پنڈت مشارنلے (مشارٌالیہ)
राव अजम	راؤ اعظم
साल गुदस्त	سال گذست (سال گزشتہ)

आंग्रे वजारत माआब गाइकवाड	انگرے وزارت مآب گائیکواڑ
शमशेरबहादुर	شمشیر بہادر
कंपनी बहादर	کمپنی بہادر
बडगांव बुद्रक	(بزرگ) بڑگاؤں بدرک
वतन दरोबस्त	وطن دروبست
इष्टुर फाकडा	ایشٹر پھاکڑا
पंडित पंत प्रधान	پنڈت پنت پردھان
बडगांव खुर्द	برگاؤں خورد

اگرچہ اوپر کی مثالوں میں اکثر فارسی و عربی کے صفات ہیں لیکن وہ مرهٹی اسما کے ساتھہ مل کر استعمال ہوے ہیں اور اُس کے تتبع میں بعض مرهٹی صفات بھی اسم کے آخر میں استعمال ہونے لگیں ـ

جب اس قسم کے اسما کے ساتھہ جو صفات کے اول آئے ہیں اُن اسما کی حالت بتانے کے لئے کوئی علامت لگائی جاتی ہے تو وہ بھی باتباع فارسی صفت کے آخر میں آتی ہے نہ کہ اسم کے آخر میں ـ

शिंकदर सानीला	سکندر ثانی لا (لا علامت مفعول بمعنی کو)
राव बहादुराना	راؤ بہادر انا (نا علامت مفعول بمعنی کو)

پنڈت مشار نلھوس (ھیس علامت مفعول بمعنی کو)   पंडित मशार निव्हेस

(۲) کسی ھندی زبان میں اضافت نہیں ھے - لیکن فارسی کے اثر سے مرھٹی میں بھی بعض الفاظ کے ساتھہ اضافت کا استعمال ھوتا ھے - یہ استعمال بھی زیادہ تر سرکاری اور دفتری تحریرات میں پایا جاتا ھے - مثلاً :

قلعۂ رائے گڑہ	किल्लेरायगड
بندر دا بھول	बंदर दाभोल
شہر پونہ	शहर पुणें
علاقہ بمبئی	इलाखा मुंबई
ضلع قلابہ	जिल्हा कुलाबा
صوبۂ گلبرگہ	सुभा गुलबुर्गा

یہاں بھی حالت فاعلی و مفعولی وغیرہ کی علامت آخری لفظ کے ساتھہ آئے گی - مثلاً :

قلعۂ رائے گڑاس	किल्ले रायगडास
بندر دا بھولاس	बंदर दाभोलास

(۳) مرھٹی میں حالت مفعولی کی علامت ला (لا) ھے جیسے रा मा ला را ما لا (یعنی رام را)

یہ در حقیقت فارسی لفظ را ھے - ر اور ل کا بدل عموماً ھر زبان میں پایا جاتا ھے اس لئے اغلب یہی ھے کہ فارسی کا را مرھٹی کا لا ھو گیا - اس کا ایک بڑا

ثبوت یہ ہے کہ قدیم مرہٹی میں یہ لفظ نہیں پایا جاتا اس کا استعمال علاقۂ گھات ما تھا یعنی اضلاع پونا، ستارا، احمد نگر و شولا پور میں ستر اسی برس قبل بہت زیادہ تھا، اور یہ مسلم کہ کوکن پر اسلامی حکومت، رسم و رواج، اوضاع و اطوار اور زبان کا اثر بہ نسبت دوسرے اضلاع مرہٹواری کے بہت کم ہوا۔

فارسی کا یہ حیرت انگیز اور عجیب اثر ہے کہ اُس نے اپنی علامت مفعولی کو مرہٹی میں داخل کردیا۔ حالانکہ مرہٹی میں اس کے لئے دوسری علامتیں بھی موجود تھیں ــ

(۴) فارسی کے بعض حروف جار بھی مرہٹی میں بلا تکلف استعمال ہوتے ہیں اور مستند اور فصیح انشا پرداز انھیں اسی طرح استعمال کرتے ہیں جیسے مرہٹی حروف جار کو مثلاً ــ

در (در دیوس، در روز، در ورشی) — दर दिवस , दररोज; दरवर्षी

در مرہٹی میں وہی معنی دیتا ہے جو فارسی ہر

دے کھیل یعنی دخیل - یہ مرہٹی میں بطور حرف جار آتا ہے اور اس کے معنی بھی کے آتے ہیں ـ — देखील

تے (فارسی تا) چالیس تے — चाळीस ते पन्नास
پناس یعنی چالیس تا پچاس
تلجا پور تے عثمان آباد — तुलजापुर ते उस्मानाबाद
بعد از - بعد از برسات — बादज बरसात
(قدیم مرھٹی)
از - از رخصت خانہ — अज रख्तखाने

بعض فارسی حروف جار مرھٹی میں اسم متعلق کے بعد آتے ہیں اُردو میں بھی اُن کا استعمال اسی طرح ہے - مثلاً سوائے शिवाय برو بر बराबर برابر बरोबर عوض ऐवजीं بدل बद्दल بابت बाबत برحکم बरहुकूमत موافق माफक نزدیک नजीक نزدیک नजीक

تحت کا لفظ مرھٹی میں بطور حرف جار تا (تک) کے معنوں میں زور پیدا کرنے کے لئے آتا ہے یعنی از پارلیمنٹ تا کلکٹر - पार्लमेंट पासून कलेक्टर पर्यंत

ان مثالوں میں اگر تحت کا لفظ استعمال نہ بھی کیا جائے تو مضائقہ نہیں - یہ حرف تک (تا) کے معنوں میں زور پیدا کر دیتا ہے —

(۵) فارسی کے اکثر حروف عطف بھی مرھٹی میں استعمال ہوتے ہیں - ایک دو ایسے بھی ہیں جو قدیم مرھٹی میں استعمال ہوتے تھے مگر اب متروک ہو گئے ہیں - جیسے :

ब (و) मगर (مگر) अगर (اگر) बलके (بلکہ) या (یا)
बाकी (باقی) चुनाचे (چنانچھ) सबब (سبب) लेकिन (لیکن) وغیرہ
کا کیں فارسی (کہ) کاف بیانیہ ھے - باقی مرھٹی میں
حرف عطف کا بھی کام دیتا ھے —

(چنانچھ) قدیم مرھٹی ھے —
سبب بھی (بہ معنی لہذا) قدیم مرھٹی ھے —
لیکن بھی قدیم مرھٹی ھے —

(۶) فارسی حروف فجائیہ بھی مرھٹی زبان میں بکثرت مستعمل ھیں مثال کے طور پر چند لکھے جاتے ھیں -
बस بس हाँ ھاں अलबत البت (البتہ) बेशक بےشک बेलाशक بلاشک
खूप کھوپ (خوب) वाह واہ वाहवा واہ وا अफसोस افسوس
हाय हाय ھائے ھائے खबरदार خبر دار खूब کھوب (خوب)
शाबास شاباش

افسوس - آج کل اس کا استعمال بہت کم ھوتا ھے —

(۷) فارسی کے بہت سے متعلقات فعل بجنسہ مرھٹی میں مستعمل ھوتے ھیں بعض الفاظ میں لہجے ارر تلفظ کی وجہ سے خفیف ساتغیر ھوگیا ھے مثلاً چند الفاظ نیچے لکھے جاتے ھیں
हमेश ھمیش हरहमेश ھرھمیش बिलकुल بالکل वारंवार وارم‌وار
एकवार ایک وار बेहत्तर بہتر छान چھان जल्द جلد मुश्किल مشکل
अलाहिदा علحدہ वगैरे وغیرے पेश्तर پیشتر वापस واپس तमाम تمام
गुदस्ता گدستہ कुल کُل यंदा یندہ एकटा ایک ٹا दुकटा دُکٹا अवल اول

ڈیکھیل देखील سیم सियम دُویم दुअम

ھمیش یعنی ھمیشہ ھرھمیش ، محض زور دینے کے لئے آتا ھے ، وارم وار ، وار ، بار سے ھے اور بارم بار سے مطلب بار بار سے ھے —

چھان عربی کا شان ھے —

یندہ کے معنی مرھٹی میں امسال کے ھیں - یہ لفظ غالباً فارسی کے لفظ آئیندہ کا بگاڑ ھے اور معنی بجائے مستقبل کے حال کے ھوگئے ھیں —

گدستہ یعنی گذشتہ —

ایکٹا فارسی کا یکتا - اس کے معنی مرھٹی میں تنہا اور اکیلے کے ھیں یعنی یکہ و تنہا —

دکٹا فارسی دوتا —

ڈیکھیل عربی لفظ دخیل ھے - مرھٹی میں اس کے معنی بھی یا نیز کے ھیں - چوں کہ بھی کے آنے سے ایک شے کے ساتھہ دوسری شے بھی داخل ھوجاتی ھے اس لئے اس کے یہ معنی قرار پاگئے —

(۸) فارسی کے بعض ضمائر یا صفات ضمیری بھی مرھٹی میں استعمال ھوتے ھیں - مثلاً

خود खुद

فلانا (فلاں) फलाणा

हर ھر

हर एक ھر یک وغیرہ

(۹) جس طرح فارسی میں اسما کے آخر میں (ی) بڑھا دینے سے صفات بن جاتی ھیں اسی طرح مرھٹی میں (ی) کے اضافہ سے صفات بنائی جاتی ھیں - یہ قاعدہ بھی فارسی سے لیا گیا ھے - جیسے

ڈھاگر डोंगर ڈونگری (پہاڑی) दगडी دگڑی (پتھریلا)

तोंडी تونڈی (زبانی)

(۱۰) فارسی میں یہ قاعدہ ھے کہ اسما یا صفات کے آخر (ی) لگا کر اسمائے کیفیت (یا حاصل مصدر) بنا لیتے ھیں یہی طریقہ فارسی سے مرھٹی میں پہنچا ھے - اور مرھٹی الفاظ کے آخر میں بھی (ی) بڑھا کر اسمائے کیفیت بنائے جاتے ھیں غیر زبان کے لفظ کے ساتھہ بھی جو مرھٹی میں مستعمل ھوں ' یہی عمل ھوتا ھے - مثلاً

वैद्यकी ویدکی मास्तरी ماستری मांत्रिकी مانترکی दोस्ती دوستی

बहादरी بہادری मैत्री میتری साक्षी ساکشی भाईबंदी بھائی بندی

कारागिरी کاراگری (کاریگری)

(۱۱) بعض اوقات مرھٹی میں اسمائے کیفیت بنانے کے لئے کی یا گی اسم عام کے آخر میں اضافہ کرتے ھیں فارسی میں اس غرض کے لئے علامت گی صرف اُنھیں

اسما یا صفات کے آخر بڑھائی جاتی ھے جن کے آخرہ ھوتی ھے جیسے بندہ سے بندگی ' بیچارہ سے بیچارگی ' لیکن مرھٹی میں اس کی کوئی قید نہیں۔ مثلاً :

फ़ुशारकी فشارکی शाबासकी شاباسکی देणगी دینگی
पाटिलकी پاٹیلکی माहारकी ماھارکی विदागी بداگی मास्तरकी ماسٹرکی
पेटगी پوٹگی निमकी نیمکی (نیم سے) पावकी پاؤکی وغیرہ وغیرہ -

(۱۲) بعض اوقات فارسی علامات دار ' باز ' خور ' کار ' گری ' جی یا چی ' داں یا دانی ' خانہ ' بان ' وار ' مرھٹی کے الفاظ کے آخر میں بڑھائی جاتی ھیں اور وھی کام دیتی ھیں جو فارسی میں مثلاً :

दार دار दळदार دلدار तजेलदार تجیلدار पेटदार ایتدار
दूमदार دمدار पीळदार پیلدار

बाज باز (باج) चैनबाज چین باز कावेबाज کاوے باز
कायदेबाज کائیدے باز पेटबाज ایت باز कल्लेबाज کلے باز

खोर خور बजातखोर بذات خور शंकेखोर شنکے خور उधलखोर
चहाडखोर چہاڑخور भाडखोर بھانڈ خور ادھل خور

गार گار कर्तबगार کرتب گار कामगार کامگار पाळेगार پالیگار
साहितगार ساھت گار

गिरी گری नटवेगिरी نٹوے گری फसवेगिरी پھسوے گری
मारागिरी مار گری गुलामगिरी گلام گری

جی (چی) گھڑیال جی घडयालजी

دان یا دانی چہادانی चहादाणी مچھر دان मच्छरदान

دیپ دان दीपदान پاندان पानदान

خانہ ' بھوت خانہ भूतखाना ھتی خانہ हत्तीखाना رتھہ خانہ रथखाना

وار वार تھانے وار ठाणेवार دھندے وار धंदेवार مانسوار माणुसवार

مہینے وار महीनेवार

حالاں کہ ساکشی کے معنی گواہ کے ھیں لیکن اس کے ساتھہ دار کا لفظ بھی لگا دیا گیا ھے یہ عموماً انگریزی اور پرتگالی الفاظ کے ساتھہ بھی آتا ھے جیسے :

کنٹرات دار कंत्राटदार (یعنی ٹھیکہ دار) پگار دار पगारदार (تنخواہ دار) —

(۱۳) جس طرح فارسی میں ایک لفظ کا تکرار درمیانی الف وصل کے ساتھہ ھوتا ھے اور اس سے ایک خاص معنی پیدا ھو جاتے ھیں اسی طرح مرھٹی میں بھی استعمال بکثرت جاری ھے اور یقیناً فارسی سے لیا گیا ھے - مثلاً :

توٹا توٹ तुटातूट ھانکا ھانک हांकांहांक مارا مار मारामार

ٹھوکا ٹھوک ठोकाठोक باچا باچ बाचाबाच

یہ الفاظ جن کے ساتھہ درمیانی الف وصل واقع ھوتا ھے عموما دو حرفی سہ حرفی ھوتے ھیں —

(۱۴) بہت سے الفاظ مرھٹی میں ایسے ھیں جو دو لفظوں

سے مرکب ہیں اور ان کی ترکیب فارسی حرف وصل و کے ذریعہ سے عمل میں آئی ہے بعض اس قسم کے فارسی مرکب الفاظ بھی مرھٹی میں لے لئے گئے ہیں - مثلاً :

रातोरात راتو رات मघोमघ مدھو مدھ भारोभार بھارو بھار

तीर्थोतीर्थी تیرتھو تیرتھی तंतोतंत تنتو تنت रानामाळ رانو مال –

(۱۵) فارسی میں بعض حروف اور الفاظ ایسے ہیں جو اسما کے شروع میں آتے ہیں اور ان کی ترکیب سے یہ الفاظ یا منفی صفات یا منفی اسمائے صفات بن جاتے ہیں مرھٹی میں بھی یہ حروف و الفاظ اسی طرح استعمال ہوتے ہیں - مثلاً :

بے बेताल بے تال बेडौल بے ڈول बेढब بے ڈھب बेडर بے ڈر

बेचव بے چو बेसमज بے سمجھ बेधडक بے دھڑک बेदरकार بے درکار

نا नापत ناپت नापीक ناپیک नाकर्ते ناکرتے नासमजूत ناسمجھوت

नासमज ناسمجھ

غیر गैरसोय غیرسوئے गैरसमजूत غیرسمجھوت गैरचाल غیرچال

गैररीत غیر ریت गैरमनुष्य غیر منش गैरसमज غیر سمجھ

لیکن عموماً اس قسم کے فارسی مرکب الفاظ بجنسہ مرھٹی میں مستعمل ہوگئے ہیں کہیں کہیں تلفظ میں کچھ فرق ہو گیا ہے یا بعض اوقات معنی میں بھی خفیف

سا فرق پیدا ہو گیا ھے ۔ مثلاً :

कमकुव्वत کم قوت कमअकल کم عقل बेलाशक بیلا شک (بلا شک)
बेअकल بے عقل कंबख्ती, کم بختی नालायक نالایق बेमान بے مان
(بے ایمان) गैरवाजवी غیر واجبی وغیرہ —

(۱۶) مرھٹی میں بعض الفاظ ایسے بھی پاے جاتے ھیں
کہ فارسی لفظ کے آخر میں سنسکرت علامت وَنت یا
وان لگادی گئی ھے ۔ مثلاً

नशिबवान نصیب وان अकलवान عقل وان दौलतवान دولت وان
गरजवंत غرض ونت अकलवंत عقل ونت किमतवान قیمت وان

عقل منذ کے معنی فارسی میں عقل والے کے آتے ھیں
لیکن مرھٹی میں اس شخص کو کہتے ھیں جس میں
عقل کم ھو یہاں غالباً منذ وھی لفظ ھے جو ھندی
میں منذا ھے —

(۱۷) اسی طرح سے مرھٹی علامت شیر یا وائک فارسی
عربی الفاظ کے آخر میں آتی ھے ۔ مثلاً :

तऱ्हेवाईक طرح وائک (عجیب و غریب) مزے شیر (مزیدار)
ھوا شیر (ھوا دار) قاعدے شیر —

(۱۸) اسی طور پر فارسی الفاظ کے آخر میں اسم کیفیت
بنانے کے لئے مرھٹی علامت پنا لگا دیتے ھیں جیسے :
پاجی پنا ' سفید پنا ' نرم پنا وغیرہ —

(۱۹) سنسکرت میں تا بھعنی پن یا پنا آتا ھے مرھٹی

میں فارسی صفت کمتر کے آخر میں تا لگاکر اسم کیفیت کے معنی پیدا کئے گئے ھیں جس کے معنی کمی کے ھیں - مگر اس کی کوئی اور مثال مرھٹی میں نہیں ملتی —

(۲۰) مرھٹی میں کثرت سے ایسے مرکب الفاظ پاے جاتے ھیں جن میں ایک لفظ فارسی عربی ھے - اور دوسرا مرھٹی مثال کے طور پر چند الفاظ ذیل میں لکھے جاتے ھیں —

چلر خرچ ' نظر چوک ' بازار بھاؤ ' انگ زور ' عقل تازہ ' ازماس پترک (بمعنی بجت - ازماس آزمایش کا بگاڑ ھے) انگ محنت ' قاعدے پنڈت ' چور گشت ' رنگ محل ' راج رستہ ' نگدی (نقدی) مال ' جنگم جندگی (مال منقولہ جندگی یعنی زندگی) زمین اُتپن ' جن جاھر یا جگ جاھر (جاھر یعنی ظاھر) —

(۲۱) علاوہ اس کے کثرت سے ایسے فارسی مرکب الفاظ مرھٹی میں پاے جاتے ھیں جو خاص اغراض و معانی کے لئے مرھٹہ اھل زبان نے وضع کئے ھیں اور فارسی میں ان معنوں میں استعمال نہیں ھوتے وہ صرف مرھٹی کے لئے مخصوص ھیں —

ذیل میں کچھہ الفاظ اس قسم کے لکھے جاتے ھیں -

زمین سر رشتہ یعنی (زمین کا لگان) - قرض بازاری

(جس پر بازار میں ہر جگہ قرض ہے) کلم قسائی (یعنی قلم سے دوسروں پر ظلم کرنے والا)۔ کلم بہادر۔ کاغذی جوان (دبلا پتلا)۔ خریدی خط (دستاویز خرید)۔ زمین کتبہ (دستاویز زمین)۔ سرکار جمع (سرکار میں ضبط)۔ بازار بنگاہ (بیکار لوگ۔ جو لڑائی کے کام کے نہیں)۔ غیر مرجی (غیر مرضی بمعنی خفگی)۔ کجیے دلال (قضیہ دلال بہ معنی لڑاک، جو ہر ایک سے لڑتا ہے)—

(۲۲) بہت سے ایسے مرکب الفاظ ہیں جن میں ایک لفظ فارسی ہے اور دوسرا مرھٹی مگر ایک دوسرے کے مترادف ہیں اس قسم کے الفاظ کلام میں زور پیدا کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً:

علاج اُپاے، کاٹ کسر، کوٹ قلعہ، خط پتر، خبر باتمی، گلی کوچہ، کھیل تماشا، چیز بست، تونڈ زبانی، تھانگ پتا، دانہ غلہ، دولت سمپتی، دھن دولت، دھندا روزگار، نیاے انصاف، پرانت ملک، پانڈرا سفید، پیوٹولا زرد، فوج شبندی، بل زور، بازار ہاٹ، بھیتر روت، بھیٹ ملاکھت (ملاقات)، مرد مانوس (بہادر آدمی)، مگن مست، معمول وھیوات، مول مزوری، ریت رواج، ورگ وسیلہ، وات رستہ، ویل وقت، وچار مسلت (مصلحت)، شادی پراوا، سنیہی سوبتی (صحبت)، سردار مانکری—

(۲۳) اسی طرح مرھٹی میں ایسے مرکب الفاظ بھی بکثرت مستعمل ھیں جن میں ایک فارسی دوسرا عربی ھے اور دونوں معنی مترادت ھیں۔ مثلاً:

عقل ھوشیاری، آبرو عزت، ایمان اعتبار، علم دنیا (عالم)، عیش آرام، ظلم زبردستی، فتنہ فتور، فصل ھنگام، بندہ غلام —

(۲۴) بعض ایسے دو لفظی مرکب الفاظ بھی پائے جاتے ھیں جن میں ایک دوسرے کی ضد ھے ان میں یا تو دونوں عربی فارسي ھوتے ھیں یا ایک مرھٹی اور دوسرا عربی یا فارسی۔ مثلاً

کم جاست (زیادہ)، کم پیش (بیش)، جمع خرچ زمین آسمان، جاب سال (جواب سوال)، تیزی مندی، نفع توٹا، نفع نقصان، نر مادی، بھالی برطرفی، نرم گرم، زنانہ مردانہ —

(۲۵) مرھٹي زبان میں کثرت سے ایسے محاورات یا مرکب مصادر پائے جاتے ھیں جو فارسی محاورات یا مرکب مصادر کا لفظی ترجمہ ھیں، بلکہ اکثر اوقات اصل لفظ وھی رھنے دیا اور صرف مصدر کا ترجمہ کردیا ھے یہ ایک قوی ثبوت فارسی اثر کا ھے۔ ذیل میں اس قسم کے الفاظ بطور مثال کے درج کئے جاتے ھیں —

قسم خوردن	شپتھ کھانے	शपथ खाणें
بانگ زدن	ھانک مارنے	हांक मारणें
یاد داشتن	آٹھون راکھنے	आठवण राखणें
خالی کردن	کھالی کرنے	खाली करणें
راہ دادن	رستہ دینے	रस्ता देणें
معاف کردن	ماپھ کرنے	माफ करणें
حملہ کردن	ھلہ کرنے	हल्ला करणें
رد کردن	رد کرنے	रद्द करणें
جمع شدن	جما ھونے	जमा होणें
بازو گرفتن	بازو گھینے	बाजू घेणें
دوستی داشتن	دوستی تھیونے	दोस्ती ठेवणें
تہمت زدن	تہمت گھینے	तोहमत घेणें
صحبت داشتن	صحبت تھیونے	सोबत ठेवणे
کلیدادن	کلی دینے	किल्ली देणें
پشتک زدن	اُڑی مارنے	उडी मारणें
منع کردن	منا کرنے	मना करणें
زیر کردن	جیر کرنے	जेर करणें
بمیدان آوردن	میدانات آننے	मैदानांत आणणें
کمر بستن	کمر باندھنے	कमर बांधणें
ناخن گرفتن	نکھیں کاڑھنے	नखें काढणें

ظاهر ساختن	جاهر کرنے	जाहीर करणें
زبر شدن	جبر هونے	जवर होणें
دست دادن	هات دینے	हात देणें
دم درکشیدن	دم گهینے	दम घेणें
تعلیم دینے	تالیم (تعلیم) دینے	तालीम देणें
دغا دینے	دگا دینے	दगा देणें
دغا کهانے	دگا کهانے	दगा खाणें
درخواست کرنے	درکهاست(درخواست)کرنے	दरखास्त करणें
دهشت کهانے	دهشت کهانے	दहशत खाणें
داد لینا	داد گهینے	दाद घेणें
دعا دینا	دُوآ (دعا) دینے	दुआदेणें
درست کرنے	دُرست کرنے	दुरुस्त करणें
نقل کرنے	نکل (نقل) کرنے	नकल करणें
نظر بند کرنے	نجر بند کرنے	नजरबंद करणें
نظر لاگنے	نجر لاگنے	नजर लागणें
نمود کرنے		नमूद करणें
نصیب سکندر اسنے		नसीब सिकंदरअसणें
نکاشا (نقشه) کاڑهنے		नकाशा काढणें
(انصاف ماگنے) نیائے ماگنے		इनसाफ मागणें न्याय मागणें
نیست نابود کرنے		नेस्त नाबूदकरणें

پتہ لاونے	पतालावणें
پائمل (پائمال) کرنے	पायमल्ली करणें
پانڈھریا ور کالے کرنے	पांढऱ्यावर काळेंकरण
فرک (فرق) پڑنے	फरक पडणें.
فارکت (فارغخطی) ھونے	फारकत होणें
فکر کرنے	फिकिर करणें.
آبرو راکھنے	अब्रूराखणें.
اندازہ کرنے	अंदाजा करणें.
امانت ٹھیونے	अमानत ठेवणें.
اُمید کرنے	उमीद करणें.
کرج (قرض) گھینے	कर्ज घेणें
کسر کاڑھنے	कसर काढणें
کابج (قابض) کرنے	काबीज करणें.
کابوت (قابو) آننے	काबूत आणणें
کلا (قلعہ) سر کرنے	(किल्ला) सर करणें
خراب کرنے	खराब करणें.
خریدی کرنے	खरीदी करणें.
چاکری کرنے	चाकरी करणें
زمین درست کرنے	जमीन दोस्त करणें.
زمین آسمان ایک کرنے	जमीनआस्मान एक करणें.

جادو کرنے	जादू करणें
زور کرنے	जोर करणें
زور لاؤنے	जोर लावणें
تقادا کرنے (تقاضا)	तगादा करणें
تلوار چالونے	तलवार चालवणें
تاکب (تعاقب) کرنے	ताकूब करणें
تاجے (تازہ) کرنے	ताजे करणें
تلاش کرنے	तलाश करणें
تعلیم کرنے	तालीम करणें
فکر لاگنے	फिकिर लागणें
فتور کرنے	फितूर करणें
ماہیت کرنے	माहीत करणें
ملاما دینے (ملمع)	मुलामा देणें
لاچار ہونے	लाचार होणें
شابوت اسنے یا ثابوت اسنے	शाबूत (साबूत) असणें
ثابت اسنے (ثابت)	साबित असणें
سفارش کرنے	शिफारस करणें
حق لاؤنے	हक लावणें
حکم کرنے	हुकुम करणें

(۲۶) جدید خیالات یا قانونی اصطلاحات وغیرہ کے اظہار کے لئے یا تو فارسی عربی الفاظ لے لئے گئے ہیں یا

عربی فارسی کی امداد سے نئے الفاظ وضع کئے گئے ہیں ۔ ذیل میں اس قسم کے الفاظ درج کئے جاتے ہیں جن کا مطالعہ دلچسپی اور فائدے سے خالی نہ ہوگا ۔ اُردو کے اہل زبان غور کریں کہ مرہٹے تو ان جدید الفاظ و اصطلاحات کو فارسی عربی الفاظ کے ذریعہ سے ظاہر کرتے ہیں اور ہم ابھی تک انگریزی الفاظ کے دلدادہ ہیں —

توضیح	مرہٹی لفظ اردو تحریر میں	مرہٹی
فطری حق	نے سرگک حق	नैसर्गिक हक
اقبال یا اقبالی جواب	قبولی یا قبولی جباب	कबूली ; कबूली जबाब
مقطعہ	مکتا	मक्ता
سرزور	شرزور	शिरजोर
قانون انعقاد مجالس	سبھا بندی چا قاعدہ	सभाबंदीचा कायदा
قانون اسلحہ	ہتیارا چا قاعدہ	हत्याराचा कायदा
آئینی	سندشیر	सनदशीर
قانونی یا از روئے قانون		
مطابق قانون	قاعدے شیر	कायदे शीर
تعمیل وصیت	عمل بجاونی	अंमल बजावणी

مرہٹی	مرہٹی الفاظ اردو تحریر میں	توضیح
अंमल बजावणी खातें	عمل بجاونی کھاتے	انتظامی سررشتے
आप मतलबी	آپ مطلب	خود غرض
इनाम पत्र : इनाम खत	انعام پتر یا انعام خط	دستاویز انعام
एकतर्फी फैसला	یک طرفی فیصلہ یا	
एकतर्फी निकाल	یک طرفی انصاف	
वहमी पुढारी	وھمی پڈھاری	وھمی بہ معنی مشتبہ ھے
कबूलायत	قبولایت	قبولیت
कायदेपंडीत	قاعدے پنڈت	بہت ھشیار وکیل
कायदेबाज	قاعدے باز	قانونی شخص
जामीन	جامن	ضامن
चेहरे पट्टी	چہرے پٹی	گوشوارہ حلیہ
जमाबंदी	جمع بندی	جمع بندی
जाहिरात	جاھرات	ظاھر
जामीन कतबा	جامن کتبہ	ضمانت نامہ
जिल्हा	جلہا	ضلع
टेकदार	ٹیک دار	مستقل ۔ ثابت قدم

توضیح	مرھٹی لفظ اُردو تحریر میں	مرھٹی
قید محض	نظر قید	नजरकैद
قید با مشقت	سخت مزوری چی شکشا	सक्त मजूरीची शिक्षा
نقد لگان	نقدی شررستہ	नगदी शिरस्ता
مقدمہ	فریاد ۔ دعوی	फिर्याद ; दावा
مقدمہ دائر کرنا	فریاد لاونے دعوی لاونے	फिर्याद ; दावा लावणें
تبادلۂ اشیاء	پھیر بدل ' پھیر بدلی	फेर बदल ; फेर बदली
مبادلہ	پھیر موبدلہ	फेर मोबदला
عیار	مصلتی (مصلحتی)	मसलती
شاہ راہ عام (شارع عام)	راج رستہ	राजरस्ता
سیاسیات (پالٹیکس)	راج کارستان	राजकारस्थान
مسلسل عبارت (جو فقرے فقرے الگ نہ ہو)	لگت مذکور	लगत मजकूर
امر (امرزیربحث)	مدا (مدعا)	मुद्दा

توضیح	مرہٹی الفاظ اردو تحریر میں	مرہٹی
مطلق العنان	ظلمی	जुलमी
بلاوجہ	ناحق	नाहक
جوش مردانہ پن۔ غیرت حمیت	مردانی پنا	मर्दानी पणा
خصی کرنا	کھچی کرنے	खच्ची करणें
گمان	گمان	गुमान
غیر ذمہ دارانہ طور پر	بیگمان پنانے	बेगुमान पणानें
	خاطر پرواہ	खातर पर्वा
	کار خانہ	कारखाना
صوبہ داری حکومت	پرانتک سرکار	प्रांतिक सरकार
حکومت عالیہ	ھندوستان سرکار	हिन्दुस्थान सरकार
حکومت	سرکار	सरकार
غیر ذمہ دار	بے زواب دار (زواب یعنی جواب	बेजवाबदार
مطلق العنان حکومت	جلمی (ظلمي) پدھتی چی راج یا ظلم	जुलूम , जुलमी पद्वतीचें राज्य
ظلم	جلم	जुलूम
استبدادی حکومت	ترپ شاھی	दडप शाही

توضیح	مرہٹی الفاظ اردو تحریر میں	مرہٹی
مکان یا دیواروں پر سفیدی کرنا	سفیدی	सफेदी
ظالم	جلمی	जुलमी
جابر جماعت عہدہ داران	جلمی ادھی کاری ورگ	जुलमी अधि कारी वर्ग
	رد کرنے	रद्द करणें
غلامی	گلام گیری	गुलामगिरी
	دعا دینے	दुवा देणें
اشارہ	اشارت	इशारत
اعلان	جاھر نامہ	जाहिरनामा
سیاسی حقوق	راجکی حق	राजकीय हक
ذمہ داری	زوابداری (جوابداری)	जबाब दारी
سختی	سکتی	सक्ती
فائدہ اٹھانا یا حاصل کرنا	فائدے گھینے	फायदा घेणे
	حق	हक
ظالمانہ حکومت	ظلمی ستا	जुलमी सत्ता
مرہٹی میں اس کے معنی مدبر اور پالٹیشین کے ہیں	متصدی	मुत्सद्दी

مرہٹی	مرہٹی الفاظ اردو تحریر میں	توضیح
खुषमस्करे ; खुशामती	خوش مسخرے - خوشامتی	خوشامد
सरकारी कायदा	سرکاری قاعدہ	قانون ملک
जबानी	جبانی (زبانی)	شہادت
साक्ष	ساکش	شاھد
जबाब	زواب (جواب)	اظہار
बादशाही अंमल	بادشاہی عمل	حکومت شاہی
राज्यकारभार	راجیہ کار بہار	انتظام سلطنت
आपमतलबीपणा , अप्पल पोटेपणा	آپ مطلبی پنا	خود غرضی
लष्करी सत्ता	لشکری ستّا	فوجی قوت
दहशत बसवण्या	دھشت بسونیا کرتا	رعب داب بٹھانے کا
कारितां केलले	کیلیلے	
कायदे	قاعدے	قانون
वहमी	وھمی	مشتبہ
सलामी	سلامی	
सरकत वांटणी	سرکت وانٹنی	مشارکت
नफा तोटा	نفع توتا	نفع نقصان
फौजदारी	فوجداری	
दिवाणी	دیوانی	

مرھٹی	مرھٹی الفاظ اردو تحریر میں	توضیح
मुल्की खाते	ملکی کھاتے	محکمہ مالگزاری
फैसला	فیصلا	فیصلہ
वकील पत्र	وکیل پتر	وکالت نامہ
सुलतानी अंमल	سلطانی عمل	حکومت جور
हद्दपारी	حدّ پاری	عبور دریائے شور
जहरी फळें	زھری پھلے	میوۂ تلخ
मुत्सद्दीगिरी	متصدی گری	تدبر - مدبری
रयतवारी पद्धत	رعیت واری پدھت	رعیت داری طریقہ
जमीनदारी पद्धत	زمیندارِی پدھت	زمینداری طریقہ
कायमधाऱ्याची पद्धती	قایم دھارے چی پدھت	طریقۂ بند و بست استمراری
अमलदार	عملدار	عہدہ دار
हक्कशीर, हक्कदार	حق شیر، حق دار	
गैरसनदी	غیرسندی	غیر آئینی
संरक्षक जकात	سنورکشک جکات (زکوٰۃ)	محصول
सवलतीची जकात	سوالتی چی جکات (زکوٰۃ)	میونی سلپتی
शहर सफाई खाते		(محکمہ صفائی)
वर्गणीदार	ورگنی دار	چندہ دھندہ

توضیح	مرہٹی لفظ اردو تحریر میں	مرہٹی
ضبط سرکار	سرکار زما (زما یعنی جمع)	सरकार जमा
	نامدار	नामदार
	نیک نامدار	नेक नामदार
لیجسلیٹیو کونسل (مجلس وضع قوانین)	قاعدے کونسل	कायदे काउन्सील
غیر ذمہ دار	بے درکار	बेदरकार
پولیس تعزیری	جادا (زیادہ) پولیس	जादा पोलिस

(۴۷) فارسی عربی کے بہت سے ایسے لفظ ہیں جو مرہٹی میں مستعمل تو ہیں مگر ان کے معنوں میں کم و بیش فرق آگیا ہے - مثال کے طور پر ایسے لفظ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں —

अगर	اگر	مرہٹی میں اگر کے معنی یا کے آتے ہیں -
अद्दल	عدل	مرہٹی میں اس اس کے معنی " سبق ملنے " عبرت حاصل ہونے یا خفیف سی سزا کے ہیں -
आमदानी	آمدانی	مرہٹی میں اس کے معنی عہد یا زمانہ کے ہیں جیسے عہد مغلیہ وغیرہ -
इतराजी	اِتراجی	یعنی اعتراض - نا خوشی کے معنوں میں آتا ہے -

इब्रत	عبرت	بمعنی اثر ، اعتبار
इब्रतदार	عبرت‌دار	صاحب اثر
इमला	املا	بمعنی عمارت ، شاید یہ وھی لفظ ھے جو اُردو میں املا یا عملہ ھے
इरसाल	ارسال	بمعنی عمدہ ، بہترین ۔ شاید یہ معنی اس وجہ سے پیدا ھوگئے ھیں کہ جو چیز بھیجی جاتی ھے وہ اعلیٰ درجہ کی ھوتی ھے ۔ اسی طرح سے اُردو میں "تحفہ" کے معنی اعلیٰ درجہ کی شے کے ھوگئے ھیں —
उम्मेदवार	اُمیدوار	بمعنی نو جوان ۔ غالباً اس لئے کے اُمید زیادہ تر نو جوانی کے ساتھ ھے اور اُمیدوار اکثر نو جوان ھوتے ھیں ۔
कतब	کتبہ	بمعنی دستاویز
कज़ाग	قزاق	سرکش
कारस्थान	کارستھان	منصوبہ
किफ़ायत	کفایت	فائدہ ، تجارتی نفع ، چوں کہ کفایت کا نتیجہ فائدہ ھوتا ھے
खलबत	خلبت	یعنی خلوت ، راز کی بات چیت
खास	خاص	بلاشبہ ، یقیناً
खाशी	خاشی	خاص یا خاصا سے بمعنی خوب ، شاباش

खुलासा	خلاصہ	بمعنی تشریح و توضیح (اُردو فارسی کے معنی کی ضد)
खुशाली	خوش حالی	
गप	گپ	خاموش
गिल्ला	گلہ	سخت شکایت
चमन	چمن	راحت و عیش
छान	چھان	یعنی شان، خوبصورت اور دلکش کے معنوں میں آتا ہے
जहाँबाज	جہاں باز	بعنی جاں باز بہ معنی سرکش سرزور
जालिम	جالم	یعنی ظالم بہ معنی تیز۔ گلو سوز، عموماً دواؤں وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ظالم کے معنوں میں مرہٹی میں ظلمی استعمال ہوتا ہے ۔
जिकीर	جکر	یعنی ذکر، مرہٹی میں اس کے معنی بیزاری کے ہیں یعنی جس کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے اس سے جی بیزار ہو جاتا ہے
जिंदगी	جندگی	معاشی جائداد
जिनगी	جنگی	
जिंदगानी	جندگانی	
जिनगानी	جنگانی	

तजवीज	تزویز	تدبیر، انتظام، مداوا
तमाशा	تماشا	مرہٹی میں لڑکے کے ناچ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
तुफान	طُفان	بگولے کے معنی میں مستعمل ہے
दर्दी	دردی	یہ لفظ درد سے ہے مگر ماہر فن کے معنوں میں آتا ہے اس لئے کہ کسی چیز کا درد اسی کو ہوتا جو اُسے سمجھتا بھی ہے۔
दसखत-दस्तक	دستخط، دستک	دستخط کے معنی پروانہ، پروانہ راہ داری، گورنمنٹ کی طرف سے چنگی کی معافی
दाखल	داکھل	یعنی داخل اس کے معنی فرض کرلئے جانے کے ہیں
दाखला	داخلہ	داخلہ، مثال، توضیح، مشاہدہ
दानत	دانت	(دیانت سے) اخلاقی خوبی
दावण	داون	(یعنی دامن) ایک قطار میں باندھنا (جیسے مویشیوں کو)
पन्हा	پنھا	(یعنی پنہا) کپڑے وغیرہ کا عرض
पर	پر	زوال
परागंदा	پراگندہ	وہ لوگ جنھوں نے اپنا وطن ترک کر دیا ہے

पसंत	پسنت	عمدہ، اچھا
पोक्त	پوکت	یعنی پختہ بمعنی عمر رسیدہ، آزمودہ اور وزنی رائے اور مشورہ کے لئے بھی مستعمل ہے
फंद	فند	جھگڑا، بکھیڑا جیسے میں ایسے جھگڑوں یا بکھیڑوں میں نہیں پڑتا
फर्मास	فرماس	(فرمایش) عمدہ، نفیس
फाजील	فاجیل	فاضل آگے آگے، پیش پیش، اس میں ہمیشہ ذم کا پہلو ہوتا ہے
फेरिस्ता	پھرستہ	فرشتہ، مسافر
नादार	نادر	
नामदार	نامدار	کونسل کے آنریبل ممبر
नामोहरम	نامو ہرم	(نا محروم) کشتہ جنگ۔ غالباً یہ نا محروم ہے۔ جسے عوام بجائے محروم کے استعمال کرتے ہیں۔ مرھٹی میں اس کے خاص معنی ہوگئے ہیں۔
निखालस	نکھالس	(نخالص) بمعنی خالص
नेकनामदार	نیک نامدار	رائٹ آنریبل
मखखी	مکھی	مخفی، خاص بات
मजलीस	مجلس	ناچ رنگ اور تماشے کا مجمع
मतलब	مطلب	غرض

मतलबी	مطلبی	خود غرض
मातबर	ماتبر	(معتبر) دولت مند
मातबरी	ماتبری	(معتبری) اہمیت
मामलत	ماملت	معاملت ؛ اہمیت
मायना	مائنہ	معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ عنوان سے بگڑ کر بنا ہے اس کے معنی مرہٹی میں القاب و مزاج پرسی کے ہوتے ہیں جو خط کے ابتدا میں لکھتے ہیں ۔
मिस्कीन	مسکین	بد معاشی
मुकादम	مکادم	مقدم ، مزدوروں کی جماعت کا سردار ۔
मुबलक	مبلک	(مبلغ) بہت ، کثیر ، جاندار و بیجان دونوں کے لئے مستعمل ہے
मुभा	مبھا	(مباح) اجازت
मोहरा	مہرہ	فوج کے حصہ ہر اول کا سردار
मौज	موز	(موج) لطف ، مزہ ، تماشا
यंदा	یندہ	(آیندہ) سال رواں
यादी	یادی	یاد ، یاد داشت ، فہرست
रदबदली	ردبدلی	(رد و بدل) شفاعت یا سفارش (کیوں کہ سفارش میں طرفین سے کہنا سننا پڑتا ہے)
रग	رگ	تکبر تجفتر

वस्ताद	وستاد	اُستاد ، ھوشیار ، کامل ، اُستاد فن (معلم کے معنی میں نہیں آتا سوائے گانے ، ناچنے ، اور ورزش وغیرہ کے معلم کے)
वासलात	واصلات	کسی معاملہ کا آخری تصفیہ
शर्यत	شریت	(شرط) بمعنی دوڑ ، مسابقت
शिकस्त	شکست	انتہائی کوشش
शिक्का	شکا	سکہ مہر وغیرہ کا نقش یا چھاپ
सद्दीचाजोर	سدی چازور	اقبال
समई	سمی	(شمع) فتیلہ سوز (پتیل کا بنا ھوا)
सुमार	سمار	(شمار) تخمیناً یا طرف
सईल	سئیل	سہل ، ڈھیلا
हमी	ھمی	ذمہ داری - غالباً یہ لفظ آھم یا اھمیت کا بگاڑ ھے
हलाख	ھلاک	بہت کمزور
हलाखी	ھلاکھی	کمزوری - ناتوانی
हाल	حال	جسمانی یا روحانی تکلیف
हिकमत	حکمت	ترکیب
हिमायत	حمایت	قوت
हैवान	حیوان	کم زور
हौस	ھاؤس	(ھوس) خواھش ، شوق ، (اس میں ذم کا پہلو کبھی نہیں ھوتا)

(۲۸) ضرب الامثال قوم کے حقیقی خیالات اور خصائص کو ظاہر کرتی ہیں اور اُن کی زبان بھی ٹھیٹ ہوتی ہے۔ ذیل میں ہم کچھ مرهٹی ضرب الامثال لکھتے ہیں جن کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اُن میں فارسی الفاظ کس بے تکلفی سے استعمال کئے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فارسی کا اثر مرهٹی زبان میں کہاں تک سرایت کر گیا تھا۔ اس میں بعض فارسی ضرب الامثال کا ترجمہ ہیں۔ فارسی عربی الفاظ پر خط کھینچ دیا ہے —

فہرست ضرب الامثال

(१) ज्याला नाहीं अक्कल, त्याची घरोघरीं नक्कल	عقل ۔ نقل
(२) आधी जातें अक्कल, मग जाते भांडवल	عقل
[३) खुदा रंजीस, मशीद रंजीस	خدا رنجس (رنجیدہ) مشید (مسجد) رنجس
(४) माणसाची हिंमत, खुदाचीमदत	ہمت ، خدا ، مدد
(५) जशी नीयत , तशी बरकत	نیت ، برکت
(६) मिया बीबी राजी, काय करील काजी	میاں بی بی راضی کاے کریل قاضی
(७) मिया मुठ भर, दाढी हात भर	میاں موتھ بھر داڑی ہاتھ بھر
(८) चेार तेा चोर, आणि शिरजोर	سرجور (سرزور)

(९) धन्याला धतूरा, चाकराला मलीदा	چاکر
(१०) धन्याचें नांव गण्या चाकराचें नांव रुद्राजी बुवा	,,
(११) जुलमाचा राम राम	ظلم
(१२) तेली जमवी धारोधार, खुदा नेतो एकच वार	جموی (جمع) خدا - بار
(१३) गरजवंताला अक्कल नाहीं	گرج ونت (غرض مند)
(१४) कसायाला गाय धार्जिणी	قصائی
(१५) हलवायाचे घरावर तुलसी पत्र	حلوائی
(१६) साधली तर शिकार, नाहीं तर भिकार	شکار
(१७) घोडा मैदान जवळ आहे ·	میدان
(१८) चुकला फकीर मशादात	فقیر ' مشید (مسجد)
(१९) ताज्या घोडयावरच्या गोमाशा	تازه
(२०) आजा मेला नातू जाला जमाखर्च बरोबर.	جمع خرچ برابر
(२१) आदा पाहून खर्च करावा	خرچ
(२२) एक नूर आदमी दस नूर कपडा	ایک نور آدمی دس نور کپڑا
(२३) कर्ज फार त्याला लाज नाही, उवा फार त्याला खाज नाही	قرض
(२४) करणी कसाबाची, बालणी मानभावाची	قصاب
(२५) हाता पायाची काहिली, तोंडांत काय जाईल	کاہلی
(२६) काणा कैफती, आंधळा हिकमती	کیفیتی - حکمتی
(२७) पायींची वाहन, पायाच छान	چھان (شان)
(२८) शाहण्याचे व्हावें चाकर, पण मुर्खाचें होऊं नये धनी	چاکر

دام	आपला दाम खोटा , दुसऱ्याशीं का झगडा ?	(२९)
	दुरून डोंगर साजरे	(३०)
مشارا (مشورہ)	तोंड पाहून मुशारा , घोडा पाहून दाणा .	(३१)
کھوب (خوب) ' اندر	उपर से खूब बने , अंदरकी राम जाने	(३२)
چاکر	चाकराला चुकर , चुकराला येसकर	(३३)
دام ' کام	दाम करी काम	(३४)
حاضر ' وزیر	हाजिर तो वजीर	(३५)
راجی (راضی)	कोल्हा काकडीला राजी	(३६)

ضرب المثل نمبر (١٧) فارسی کی اس ضرب المثل کا لفظی ترجمہ ہے ہمیں میداں ہمیں گوے نمبر (۴) فارسی کی ضرب المثل ہمت مرداں مدد خدا کا لفظی ترجمہ ہے (مانساچی ہمت خداچی مدت) ضرب المثل نمبر (۳۵) حاجر (حاضر) تو وزیر —

چکلا فکیر مشیدیت (مشید یعنی مسجد)

اُردو۔ملاکی دوڑ مسیت تک ۔

نمبر (٦) میاں بیوی راجی (راضی) کاے کریل کاجی (قاضی) مشہور مثل ہے —

(نمبر ۷) جسی نیت تسی برکت (معنی ظاہر ہیں)

(نمبر ۸) چور تو چور آنی سرزور (یعنی چوری اور سینہ زوری)

(۴۹) ابتدا میں یہ لکھہ چکا ہوں کہ دفتری کار و بار میں فارسی' عربی الفاظ بہ کثرت استعمال ہوتے تھے اس کا ایک ثبوت ان خطابوں سے بھی ملتا ھے جو ہندؤں نے وقتاً فوقتاً اپنے امیروں اور سرداروں کو عطا کئے۔ مثلاً

راجہ رام (سنہ ۱۶۸۹ ع تا سنہ ۱۷۰۰) شیواجی کے فرزند ثانی نے اپنے برہمن وزیر رام چندر پنت اماتیہ کو "حکومت پناہ" کا خطاب عطا فرمایا - اس کی اولاد اب تک کولھا پور ریاست میں اس خطاب و جاگیر کے ساتھہ ممتاز ھے -

اسی راجہ نے ایک سردار اداجی چوہان کو "ہمت بہادر" اور "مملکت مدار" کا خطاب دیا -

سنتاجی گھور پڑے کو "ضبط الملک" کا خطاب ملا ۔ یہ ایک بڑا بہادر مرہٹہ سردار تھا اور جب راجہ رام کو جنجی کے قلعہ میں مغلوں نے محصور کرلیا تھا تو اس نے اور دھناجی جادھو نے مغلوں کو بہت کچھہ ستایا تھا —

سنتاجی پانڈھرے کو اسی راجہ نے "شرف الملک" کے خطاب سے ممتاز کیا —

کھنڈوجی نکم کو "شمشیر بہادر" ایک دوسرے مرہٹہ سردار کو "ہمت راؤ" ہیبت راؤ نمبالکر کو "سر لشکر" گھور پڑے کو "ہندوراؤ" کھنڈے راؤ دابھاڑے کو "سینا خاص خیل" کے خطاب عطا کئے —

اب سیواجی مہاراج کے خطابات ملاحظ فرمائیے -
اُس نے اپنے سپہ سالار ھنساجی موھیتے کو " سرلشکر " کا خطاب عطا فرمایا —

اپنے وزیر کو پیشوا کا مشہور خطاب دیا - اگرچہ سنہ ۱۶۷۴ ع میں شاھی شان اختیار کرنے کے بعد یہ خطاب بدل دیا گیا مگر تھوڑے ھی دنوں کے بعد اُس نے پھر عود کیا اور شیواجی کی قوت بھی اُس کی مقبولیت کو نہ دبا سکی اور آج تک شیواجی اور اُس کے جانشینوں کے وزیر اسی نام سے یاد کئے جاتے ھیں - پنت پردھان کا جو اس کے بجائے قایم کیا گیا اُس کے سامنے رونق نہ پاسکا —

شیواجی کے اُن فوجی عہدہ داروں کو جو جنرل کا درجہ رکھتے تھے " سیناپتی " کا خطاب حاصل تھا - راجہ شاھو (سنہ ۱۷۰۸ ع تا سنہ ۱۷۴۸ ع) نے بھی اپنے عہد میں اسی قسم کے مفصلہ ذیل خطابات عطا کئے —

۱ - گائیکواڑ بڑودہ کو " سینا خاص خیل " اور بعد ازاں سنہ ۱۷۱۲ ع میں " شمشیر بہادر " کا خطاب عطا فرمایا - مہاراجہ گائیکواڑ اب تک ان خطابات کو فخر و عزت کے ساتھ اپنے نام کے ساتھ استعمال کرتے ھیں —
۲ - خاندان بھوسلہ (ناگپور) کے بانی کو " سینا صاحب صوبہ " —

۳ - آنگرے کو جو مرھٹہ حکومت کے امیرالبحر اور ساحل کوکن کے امیر تھے " سرخیل " اور " وزارت مآب " کا خطاب ملا —

۴ - وٹھل شیودیو کو جو برھمن سردار تھا خطاب " راجہ بہادر " —

۵ - بابوراؤ دابھاڑے کو " سینا خاص خیل " —

۶ - دیوجی کو " ھندوراؤ " اور " سرلشکر " —

۷ - یسونت راؤ کو " خاص خیل " —

اور اسی قسم کے بہت سے خطابات مختلف اشخاص کو دیئے۔

اسی طرح اس امر کا بیان بھی دلچسپی سے خالی نہ ھوگا کہ مسلمان فرماں راؤں نے اگرچہ اپنے ھندو اُمراء کو فارسی خطابات بہ کثرت دیئے ھیں لیکن اُن کی قومیت کے لحاظ سے کبھی کبھی سنسکرت خطابات بھی عطا کئے ھیں اس سے باھمی رواداری کا پتہ لگتا ھے ۔ مثلاً شاھان بہمنی نے گھاٹگے خاندان کے سردار کو " سرجےراؤ " کا خطاب عطا کیا اسی طرح ابراھیم عادل شاہ بیجاپور نے سنہ ۱۶۲۶ ع میں اُسی خاندان کے سردار بالاجی گھاٹگے کو " ژھنزار راؤ " کا خطاب * دیا —

---

* گرانٹ ڈف نے اپنی تاریخ مرھٹہ میں لکھا ھے کہ یہ خطاب ناگوجی گھاٹگے کو دیا گیا تھا ۔ لیکن یہ صحیح نہیں ھے —

سنہ ۱۶۴۰ ع میں ابراھیم عادل شاہ نے شیواجی کے خسر مادھوجی نمبالکر کو نائک کا خطاب دیا —

شولاپور کے قریب سلطنت بیدر و بیجاپور میں جو لڑائی ھوئی اُس میں سدھوجی مانے نے کارنمایاں کیا اور ابراھیم عادل شاہ نے اُس کی بہادری سے خوش ھو کر اُسے " باجی " کا خطاب عطا کیا - اور اُس کے برھمن سکرٹری نرسھوں کیسکر کو " وشواس راؤ " (معتمد راجہ) کا خطاب ملا —

اورنگ زیب کی طرف سے ناگوجی نے کو " راجہ " کا خطاب ملا اور مورچھل مرحمت ھوا —

سنہ ۱۶۵۸ ع میں اورنگ زیب نے رگھوناتھ کھتری کو " راجہ رائے رایاں " کا خطاب عطا فرمایا —

اسی شہنشاہ نے تلوک چند نامی بنئے کو " راجہ " اور " رائے رایاں " کا خطاب مرحمت فرمایا - یہ خطاب اُسے اُس موقع پر ملا تھا جب کہ اُس نے پہاڑ سنگھ کو جو بادشاہ کے بیٹے اعظم شاہ کو ھلاک کرنا چاھتا تھا قتل کیا تھا —

ھیمو کو اُس کے آقا نے " وکرماجیت " کا خطاب دیا تھا —

عادل شاہ کے برھمن دفتر دار کا خطاب " دیانت راؤ " تھا —

سنہ ۱۵۲۲ ع میں نظام شاہ سلطان احمد نگر نے جنجیرہ کے رام پٹیل کو " اعتبار رائے " کا خطاب اور چھتر اور

نشان عطا فرمایا - یہ شخص احمد نگر آگیا اور اس کے بعد مسلمان ہوگیا - یہ ذات کا کوئی (ماھی گیر) تھا - یہ چھتر اور نشان وغیرہ اب تک اس کے خاندان میں موجود ہیں (تاریخ جنجیرہ از بھوسلے) —

جاولی (قریب مہابلیشور) کے خاندان مورے کو شاہان بیجاپور کی طرف سے " چندر راؤ " کا خطاب تھا - شاہ عالم نے مادھو راؤ ثانی کو " وکیل مطلق " کا خطاب عطا کیا تھا - اور مادھو راؤ سندھیا کو " عالی جاہ بہادر " اور " فرزند ارجمند " کا خطاب مرحمت ہوا تھا —

" راجہ راؤ رمبھا " جادھو خاندان کے اس سردار کا خطاب ہے جو ساھو مہاراج سے ناراض ہوکر مغلوں کے پاس آگیا تھا - یہ خطاب نظام الملک آصف جاہ اول نے عطا کیا تھا - یہ خاندان اب تک حیدرآباد دکن میں ہے —

نظام علی خاں بہادر نے نا نا فرنویس کو " مدارالمہام " کا اور پیشواؤں کے برھمن جنرل ھری پنت پھڑ کے کو " وزارت مآب " کا خطاب دیا —

نظام علی خاں بہادر نے اپنے وزیراعظم وتھل سندر کو " راجہ پرتاپ ونت " کا خطاب عطا کیا - یہ شخص مرھٹوں سے راکش بھون میں (سنہ ۱۷۶۳ ع میں) لڑتے ہوئے مارا گیا —

راجہ رائے رایان کا خاندان اب تک حیدرآباد میں ہے اور یہ خطاب بھی اس سلطنت کا عطا کیا ہوا ہے -

اس خاندان کے سردار وہاں کے اُمرائے عظام میں سے ہیں —

اسی طرح سرکار نظام کی طرف سے " دھرم ونت " " آصف نواز ونت " وغیرہ خطابات وہاں کے ہندو اُمرا کو عطا ہوئے ہیں —

اگرچہ یہ کسی قدر غیر متعلق ہے، لیکن اس کا معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہیں کہ جب اعظم شاہ نے کچھ آم اورنگ زیب کو بھیجے تو بادشاہ نے اُن کے نام " سدھارس " اور " رَسناوِلاس " رکھے یہ دونوں نام ٹھیٹ سنسکرت کے دو لفظ ہیں —

ذیل میں ہم شیواجی کے بڑے بڑے عہدوں کے نام درج کرتے ہیں ان کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوگا کہ جس وقت شیواجی مہاراج نے شاہی کا لقب اختیار کیا اور تاج پہنا، اس وقت ان عہدوں کے کیا نام تھے - اور تاج پوشی (سنہ ۱۶۷۴ ع) کے بعد یہ نام بدل کر کیا ہوگئے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تاج پوشی کے بعد سے شیواجی مہاراج کے خیالات میں کیا تغیر پیدا ہوگیا تھا - اگرچہ یہ ایک معمولی سی بات ہے لیکن انھیں معمولی باتوں سے انسان کی طبیعت اور اُس کے کاموں کا اندازہ ہوتا ہے —

قبل تاج پوشی	پنت پردھان	عہدہ کی تصریح
پیشوا	پنت پردھان	وزیر اعظم
موزمدار	پنت آماتیہ	معتمد مالگزاری، وزیر مالیہ و صدر محاسب
سورنس	پنت سچیو	صدر دفتر
واک نیس	منتری	پرائیویٹ سکرٹری
سر نوبت	سینا پتی	سپہ سالار
دبیر	سومنت	وزیر خارجیہ

ان کے علاوہ " پنڈت راؤ " وزیر امور مذہبی اور " نیا یادھیش " چیف جسٹس کے عہدہ کا نام تھا۔ یہ نام تاجپوشی کے بعد تجویز ہوئے تھے۔ ان عہدوں کے نام سے صاف ظاہر ہے کہ قبل تاج پوشی تمام فارسی تھے اور اُس کی بعد بدل کر سنسکرت کردیئے گئے —

" موزمدار " غالباً موازنہ دار اور " واک نس " واقعہ نویس ہے —

اسی طرح ایک عہدہ پارسی نس تھا جو اصل میں فارسی نویس ہے۔ اور یہ بھی شیواجی مہاراج سے لے کر سنہ ۱۸۴۸ ع تک ان کے خاندان میں ایک عہدہ تھا —

(۳۰) دفتری، فوجی اور انتظامی معاملات و کاروبار سے نکل کر فارسی الفاظ معاشرت اور تمدن میں داخل

ھوئے اور ان کی رسائی یہیں ختم نہیں ھوئی بلکہ اعلام یعنی اشخاص اور خاندانوں کے نام تک اُن کے اثر سے نہ بچ سکے ۔ ذیل میں ھم ایسے اعلام کی ایک مختصر فہرست درج کرتے ھیں —

شیخ جی راؤ — کوکن کے ایک فرماں روا انگرے کا نام تھا ۔

ھیبت راؤ — شیواجی کے ایک جنرل (سپہ سالار) کا نام تھا اور خطاب "سر لشکر" تھا —

سرفوجی راؤ — یہ لفظ درحقیقت شریف جی ھے ۔ مرھٹے اس کا تلفظ سرفوجی اور بعض انگریز مورخ سر بوجی تلفظ کرتے ھیں ۔ یہ شاہ جی کے بھائی یعنی شیواجی کے چچا کا نام تھا ۔ شاہ جی کی خاندان کی جو شاخ تنجور میں تھی اُس میں سرفوجی نام کے دو فرماں روا گزرے ھیں —

شاہ جی — شیواجی کے باپ کا نام تھا ۔ شیواجی کے خاندان کی جو شاخ کولھاپور میں ھے اُس میں کئی راجوں کا نام شاہ جی تھا ۔ حال راجہ کولھاپور کے ولیعہد کا نام بھی شاہ جی ھے —

فتح سنگ راؤ — حال مہاراجہ گائکیواڑ کے فرزند اکبر کا نام تھا جس کا چند سال ھوئے انتقال ھوگیا خاندان اکلکوٹ کے بانی کا نام بھی یہی تھا ۔

سیاجی راؤ — ریاست بڑودہ کے کئی فرماں رواؤں کا نام
سیاجی راؤ تھا یہ لفظ غالباً سیام جی راؤ
ہے - سیام نام یا لقب کے ایک بزرگ گزرے
ہیں جو مرشد مانے جاتے تھے —

دولت راؤ — حال مہاراجہ سندھیا کا نام ہے - اس سے قبل
بھی مہادوجی سندھیا کے بیٹے اور راجہ کا
نام بھی یہی تھا - ان کے علاوہ ایسے بہ
کثرت نام ہیں مثلاً "صاحب" سلطان راؤ"
دیانت راؤ ہندوراؤ (گوالیار کے ایک سابق
وزیر اعظم کا نام) جان راؤ، دریاجی راؤ،
ہیجب راؤ (حاجب راؤ) خاصے راؤ، نصیب راؤ،
رستم راؤ - پیرجی راؤ وغیرہ وغیرہ —

لیکن ان سب میں پر لطف اور دلچسپ نام وہ ہے جو تنجور کے راجہ تلاجی راؤ نے جو شیواجی کے بھائی راجہ وینکوجی کی خاص اولاد سے ہے اور جس کی حکومت (سنہ ۱۷۶۳ م سے سنہ ۱۷۸۷ ع) تک رہی اپنے بیٹے کا رکھا تھا - یہ نام "عبدالپرتاپ راؤ" ہے —

اسی طرح مرھٹے اور برھمن خاندانوں کے نام بھی ہیں - مثلاً پیشوا، واکنیس (واقعہ نویس) پھرنس (فردنوس) سرنس (سرنویس) کارکھانس (کارخانہ نویس) چٹنیس (چٹ نویس) کوٹ نس، فرزند، دفتردار، حوالدار، صراف

مشرف، دیوان، خاصگی والا، صوبہدار، سردار، سردیسائی، سردیسمکھہ، قلعہ دار وغیرہ وغیرہ —

(۳۱) جس طرح خطاب اور اعلام تک فارسی کے زیر اثر آگئے تھے اسی طرح خطوط میں آداب و القاب کا رنگ بھی فارسی آمیز تھا —

دولت آباد کے شاھی خاندان یادؤ کے وقت کے خطوط مرھٹی زبان میں دستیاب نہیں ھوتے سنسکرت کے ایک دو تراموں میں جو ایک ایکتر نے دوسرے کو خط لکھے ھیں اُن میں آداب و القاب و مزاج پرسی وغیرہ کچھہ نہیں اس سے معلوم ھوتا ھے کہ یہ طریقہ بعد میں رائج ھوا۔

سنہ ۱۶۵۶ ع میں سلطنت بیجاپور کے برھمن دفتردار، دیانت راؤ نے شیواجی کے ایک وزیر داوسوندیو موزمدار کو دو خط لکھے ھیں ۔ اُن میں یہ القاب و آداب ھیں —

۱ अखंडित लक्ष्मी प्रसन्न परोपकार मूर्ति

۲ सेवकें दिवानतराव

پہلی سطر میں अखंडित लक्ष्मी प्रसन्न اور परोपकार मूर्ति فارسی الفاظ "دام دولتہ" اور "مشفق مہربان" کا لفظی ترجمہ ھیں ان کے بعد کے تین الفاظ معہ ترجمہ یہ ھیں —

राजमान्य (مقبول دولت) राज श्री (صاحب گنج شاھانہ)

गोसावी (قادر برنفس خود)

دوسری سطر کا ترجمہ یہ ھوگا (بندہ دیانت راؤ کی

کورنش اور التجا) —

یہ لفظ بندہ کا لفظی ترجمہ ھے - سنسکرت کے خطوط میں (بندہ) کا لفظ کہیں نہیں آیا اور اس میں شبہ نہیں کہ یہ لفظ (بندہ) کا ترجمہ ھے —

خط کے خاتمہ پر یہ الفاظ ھیں बहुत काय लिहिणें नलगे جن کا لفظی ترجمہ یہ ھے کہ " زیادہ چہ نویسم ؟ حاجت نیست "

۲ اپریل سنہ ۱۶۶۳ ع کو شیواجی نے اپنے پیشکار مورو ترمل کو ایک خط لکھا ھے اس میں آداب و القاب کے تین لفظ ھیں - پہلا خالص عربی معلوم ھوتا ھے —

مرھتی میں " مسرالحضرتی " ھے شاید مشہور * الحضرت ھے - باقی دو لفظ وھی ھیں جو اس سے اوپر کے خط میں آچکے ھیں اور فارسی الفاظ کا ترجمہ معلوم ھوتے ھیں - خط کے آخر میں اس قسم کا کوئی لفظ نہیں لیکن تاریخ و سنہ خالص عربی الفاظ میں ھیں - " ۴ رمضان ثلاثہ ستین " —

اس زمانہ کا یہ عام قاعدہ تھا کہ تاریخ و سنہ عربی لکھتے تھے - یعنی اُن کے الفاظ بھی عربی ھی ھوتے تھے البتہ حروف جن میں یہ الفاظ لکھے جاتے تھے مرھتی ھوتے تھے —

۸ ستمبر سنہ ۱۶۷۱ ع میں شیواجی تکارام صوبہدار پر بھاولی کو یوں لکھتا ھے —

---

* صحیح طور سے معلوم نہ ھوا کہ کس لفظ کا بگاڑ ھے —

" مشہور الحضرت راج شری تکارام " خط کے خاتمہ پر سلام و آداب نہیں - صرف تاریخ ھے —

۱۸ جنوری سنہ ۱۶۷۵ ع کو شیواجی صوبہدار پربھاولی جیواجی وناٸک کو اس طرح لکھتا ھے —

" مشہور الحضرت جیواجی وناٸک صوبہدار پربھاولی کو شیواجی کی ڈنڈوت " —

۱۶۷۴ ع سے شیواجی کے خطوط کی شان دھلی کے شاھی فرامین کی سی ھوگٸی تھی مثلاً شیواجی کا ایک خط جو ۲۰ جولاٸی سنہ ۱۶۷۷ ع کو ناگوجی بھوسلے کے نام لکھا گیا ھے - اِس طرح شروع ھوتا ھے —

स्वस्ति श्री राज्याभिषेक शक ४ पिंगल नाम संवत्सरे श्रावण शु॥ ११ इंदुवासरे क्षत्रियकुलावतंस श्री राजा शिव छत्रपति यांणीं नागोजी भोसले कोट उटळूर यासी आज्ञा केली ऐसीजे .

اُس کا ترجمہ یہ ھے - سنہ جلوس ۴ (سال کا نام پنگل ھے) ۱۱ تاریخ ماہ شراون (ساون) روز دوشنبہ فخر قوم چھتریان ' سری راجہ شیو چھتر پتی نے ناگوجی بھوسلے (قلعہدار قلعہ اتلوار) کے نام حکم صادر فرمایا کہ : —

احکام کی یہی شان شیواجی ' راجہ رام ' اور اُس کی اولاد میں (جو ستارا یا کولھاپور کی گدی پر بیٹھے) سنہ ۱۸۴۸ ع تک قایم رھی - اور یہ قریب قریب " فارسی شاھی فرامین " کی نقل ھے - اگرچہ شیواجی نے فارسی

الفاظ نکال کر سنسکرت الفاظ قایم کئے تھے مگر تاھم وہ فارسی کے اثر سے نہ بچ سکا - جہاں الفاظ نہیں - وھاں اُن کا ترجمہ ھے - چنانچہ مرھٹی کا یہ جملہ فارسی کا پورا ترجمہ ھے - فارسی میں یوں کہیں گے —

"اورا حکم فرمود کہ" याशी आज्ञा केली ऐसीजे

۱۱ مئی سنہ ۱۶۹۰ ع کو راجہ رام اپنے وزیر نارو پنڈت کو یوں لکھتا ھے —

स्वस्ति श्री राज्याभिषेक शके २७ प्रमोदी नाम सवत्सरे वैशाख शु॥ १४ सोमवासरे क्षत्रियकुलावतंस श्री राजाराम छत्रपति यांणीं समस्त राजकार्य धुरंधर विश्वासनिधी राज - मान्य राजश्री नारो-पंडित यांस आज्ञा केली ऐसीजे

ترجمہ " سال جلوس ۲۵ تاریخ ۱۴ بدر ماہ و شاک (بیساک) روز دو شنبہ زینت قوم چھتریاں راجہ رام چھترپتی بہ نارو پنڈت کہ مدار مہمات سلطنت و مخزن اعتماد کلی است " حکم می فرماید —

اس کے بعد اصل خط شروع ھوتا ھے - خاتمہ اس جملے پر ھے —

جس کا ترجمہ یہ ھوا " زیادہ چہ نویسم ؟ شما خود عاقل ھستید " बहुत काय लिहीणें तरी सुज्ञ असा

جنوری سنہ ۱۷۳۵ ع کو شاھو مہاراج بھگونت راؤ پنڈت اماتئے حکومت پناہ کو اس طرح تحریر کرتے ھیں —

स्वस्ति श्री राज्याभिषेक शके ७१ रक्ताक्षी नाम संवत्सरे माघ ५ मंदवासरे

क्षात्रियकुलावतंस राजा शाहु छत्रपति स्वामी यांणीं समस्त राजकार्यधुरंधर विश्वासनिधी राजमान्य राजश्री भगवंतराव पंडित अमात्य हुकूमत पन्हा यांसी आज्ञा केली ऐसीजे -

ترجمہ " سال جلوس ۷۱ (رکتاشی) ۵ - ماہ ماگھہ ' روز پنجشنبہ ' زینت قوم چھتریاں سری راجہ شاھو چھترپتی چنیں حکم فرماید بہ مدار مہمات سلطنت و مخزن اعتماد و مقبول دربار شاھی بھگونت راؤ پنڈت اماتیا حکومت پناہ " ۔

اس سے صاف ظاہر ھے کہ خطوط کی طرز تحریر اور آداب و القاب میں شیواجی کی تاج پوشی کے بعد سے مرھٹہ حکومت کے آخر تک کوئی فرق نہیں آیا - کولھاپور کے راجہ بھی اسی طرز کا اتباع کرتے تھے —

سنہ کا شمار شیواجی کی تاجپوشی کے سال یعنی سنہ ۱۶۷۴ ع سے کیا جاتا ھے —

اس کے بعد ھم یہ دکھانا چاھتے ھیں کہ مساوی مرتبہ کے اشخاص ایک دوسرے کو اپنے خطوں میں کون سے آداب و القاب سے یاد کرتے تھے —

राजश्री पंत अमात्य स्वामी चे सेवेशी -

सकलगुणालंकरण अखंडितलक्ष्मीअलकृंत राजमान्य राजश्री स्नेहांकित संताजी घोरपडे सेनापति जपतुल्मुलुक दडवंत

ترجمہ - بخدمت عالی جناب پنت اماتیا - تمام عمدہ صفات و دولت جاوید سے آراستہ ' مقبول حکومت صاحب کمجبینہ شاھانہ سنتاجی گھور پڑے ضبط الملک و سپہ سالار کا سلام —

خاتمہ " تاکید بدانند " تاریخ —

یہ سب کے سب جملے فارسی کا لفظی ترجمہ ھیں۔ یہاں تک کہ " بخدمت " کا یہی لفظی ترجمہ مرھٹی میں کر لیا گیا ھے رگھوجی بھوسلے بانئی خاندان ناگپور ' ساھو مہاراج کے ایک وزیر کو اس طرح لکھتا ھے (۷ جولائی سنہ ۱۷۴۳ ع)

राजश्री कोनेरराम मुजुमदार गोसावी यासी : –

मशरुल अनाम अखंडित लक्ष्मी अलंकृत राजमान्य सेना रघोजी भोसले सेना साहेब सुभा दडवंत विनति उपरि.

ترجمہ - بخدمت کونر رام موزمدار مشہورالانام ' آراستہ بدولت جاوید ' و مقبول دربار شاھی بندۂ دولت صاحب گنجینۂ شاھانہ مہربان رگھوجی بھوسلے سینا صاحب صوبہ کو ڈنڈوت بھیجتا ھے اور التجا کرتا ھے —

خاتمہ " زیادہ چہ نویسم ؟ حد ادب " बहुत काय लिहिणें विनंति

جن الفاظ پر خط کھنچا ھوا ھے وہ لفظ اصل مرھٹی خط میں اسی طرح لکھے ھوئے ھیں —

باجی راؤ اول بھگونت راؤ پنت اماتئے حکومت پناہ کو یوں تحریر کرتے ھیں —

सकल गुणालंकरण अखंडित लक्ष्मी अलंकृत राजमान्य राजश्री भगवंतराव पंडित स्वामी गोसावी यांसी : – पोष्य बाजीराव बल्लाळ कृतानेक नमस्कार विनंति उपरि येथील कुशल जाणून स्वकीय कुशल लिहीत असलें पाहिजे. विशेष.

ترجمہ بخدمت آراستہ بہمہ صفات و دولت جاویدراجھان راج شری (مقبول بارگاہ شاہی صاحب گنجینۂ شاہانہ) بھگونت راؤ پنڈت قادر برنفس خود —

منجانب باجی راؤ بالاجی بعد از سلام و کورنش بے شمار عرض مدعایہ ہے - یہاں خیر و عافیت ہے آپ کی خیر و عافیت مطلوب —

ان خطوط و قرامین سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرھٹی مراسلت پر فارسی زبان کا کس قدر گہرا رنگ چڑہ گیا تھا تمام مثالیں خاص مرھٹے لوگوں کی خط و کتابت کی دی گئی ہیں ورنہ جہاں مراسلت مسلمانوں سے ہے وہاں جملے کے جملے اور فقرے کے فقرے فارسی ہیں —

مرھٹی خط و کتابت میں اب سے دس پندرہ برس پہلے تک آداب و القاب اور مزاج پرسی وغیرہ کا وہی طریقہ جاری تھا جو ہندوستان میں فارسی یا اُردو خط و کتابت میں تھا - یا اب بھی ہے - مثلاً —

" دام دولتہ " بندہ ' یہاں خیر و عافیت ہے آپ کی خیر و عافیت مطلوب وغیرہ لکھنے کا طریقہ عام طور پر رائج تھا —

(۳۲) مرھٹے راجاؤں اور سرداروں کی مہریں بھی مسلمان بادشاہوں یا اُمرا کی مہروں کی نقل تھی - اول اول ان کی مہریں فارسی میں ہوتی تھیں لیکن شیواجی

نے جب تاج پہنا اور خود مختار راجہ کی حیثیت اختیار کی تو اور تبدیلیوں کے ساتھ مہروں میں بھی تبدیلی پیدا ہوئی اور بجائے فارسی کے مرھٹی یا سنسکرت میں مہریں کندہ ہونے لگیں لیکن یہ تبدیلی بھی مثل دوسری تبدیلیوں کے جن کا ذکر ہم اوپر کرچکے ہیں، صرف ظاہرا تھی - ان مہروں پر حروف اگرچہ مرھٹی یا سنسکرت کے ہوتے تھے، لیکن اصل عبارت فارسی کا ترجمہ ہوتی - مثلاً فلاں بندہ فلاں راجہ، یا اسی مطلب کو فارسی طرز پر مبالغہ یا استعارات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے —

مسلمانوں سے قبل بھی مہریں ضرور ہوں گی، مگر اُن کا حال فی الحال ہمیں کچھہ معلوم نہیں - لیکن اس میں ذرا شبہ نہیں کہ مرھٹوں نے مہروں کا یہ طریقہ مسلمانوں سے لیا اور اُن کے دیکھنے سے یہ امر صاف طور سے معلوم ہوتا ہے - ذیل میں ہر دو قسم کی چند مہروں کی عبارت نقل کی جاتی ہے —

شیواجی کی والدہ کی مہر فارسی میں تھی اور اُس کے الفاظ یہ تھے " جیجابائی والدۂ راجہ شیواجی " دیانت راؤ جو علی عادل شاہ کا دفتر دار تھا - اُس کی مہر بھی فارسی میں تھی - اور اُس کے الفاظ یہ تھے —

" دیانت راؤ بندۂ علی عادل شاہ "

مہر راجہ شیواجی مہاراج — प्रतिपच्चंद्ररेखेव वर्धिष्णुर्विश्ववंदिता
शाहसूनो शिव स्यैषा मुद्रा भद्राय राजते

ترجمہ — شیواجی ابن شاہ جی کی یہ مہر ھلال یک شبہ
کی مانند خوبصورت ھے - جو ھر روز بڑھتا ھے
اور جس کی تمام دنیا عزت کرتی ھے —

فارسی — " این مہر شیواجی ابن شاہ جی خوش نما ھمیچو
ھلال یک شبہ کہ ھر روز فزایدہ و مقبول ھمہ
عالم است " مہر بالاجی باجی راؤ پیشوا سنہ
(۱۷۴۰ م تا سنہ ۱۷۶۱)

श्री राज शाहू छत्रपति हर्षनिधान । बालाजी बाजीराव मुख्य प्रधान ॥

ترجمہ — راجہ ساھو چھتر پتی منبع ھمہ بہجت و مسرت بالاجی
باجی راؤ وزیر اعظم او —

مہر جوتیاجی کیسر کر جو ساھو مہاراج کے ساتھ
قید میں تھے —

राजा शाहू चरणीं तत्पर । कृष्णाजीसुत जोत्याजी केसर।

ترجمہ — خاک پائے قدوم راجہ ساھو ' جوتیا کسیر کران
کرشنا جی

مہر - پرشرام ترنبک پرتینِدھی श्री आई आदि पुरुष
وزیر راجہ رام مہاراج

श्री राजा शिवछत्र पति स्वामी कृपा निधी । तस्य परशुराम त्रिंबक प्रतिनिधि ॥

ترجمہ — شری راجہ شیواجی چھتر پتی منبع مسرت و
بہجت ' وزیر او پر تینِدی پرشرام ترنبک

مہر - بھیرو سوریشور پیشوا مہاراجۂ شاھو —

श्री राजा शाहु नरपाति हर्ष निधान । मारेश्वर सुत भैरव मुख्य प्रधान ॥

ترجمہ - شری راجہ شاھو ' صاحب عالمیان ' منبع مسرت
و بہجت ' بھیرو ابن موریشور وزیر اعظم او

غرض اس قسم کی مہریں دوسرے مرھٹے سرداروں کی بھی ھیں اور ان کے دیکھنے سے ھمارے بیان کی پوری تصدیق ھوتی ھے —

موڑی طریقۂ تحریر

(۳۳) مرھٹی میں کتابت کے دو طریقے ھیں - ایک بال‌بودھ دوسرا موڑی —

بال‌بودھ صاف اور خوش خط ھے جو ھاتھہ روک کر لکھنا پڑتا ھے - موڑی رواں اور تیز خط ھے جو مسلسل لکھا جاتا ھے گویا یوں سمجھنا چاھئے کہ بال‌بودھ ھمارا نستعلق ھے اور موڑی خط شکستہ —

عام طور پر یہ روایت مشہور چلی آرھی ھے کہ موڑی حروف بال‌بودھ یا ناگری حروف سے کسی قدر تغیر کے ساتھہ بنائے گئے ھیں اور اس کا موجد ھیمادری پنت یا ھیماڑ پنت دفتر دار راجہ رام دیوراؤ ' راجگان دولت‌آباد تھا - ان دونوں مرھٹے راجاؤں کی حکومت سنہ ۱۲۶۰ ع سے سنہ ۱۳۰۷ ع تک رھی —

یہ روایت تاریخی لحاظ سے بھی صحیح معلوم ھوتی

ھے - سنہ ۱۲۶۰ ع سے قبل کے جتنے خطوط اور فرامین مرھٹہ سرداروں کے پائے گئے ھیں وہ یا تو پتھروں اور تانبے کے پتروں پر کندہ ھیں یا تاڑ کے پتوں پر لکھے ھوئے ھیں - غرض یہ تحریریں اسی قسم کی چیزوں پر پائی جاتی ھیں جن پر لکھتے وقت ھر حرف کے وسط اور آخر میں ھاتھہ روکنا پڑتا ھے - اس امر کا کافی ثبوت موجود ھے کہ اُس زمانے میں معمولی خط وغیرہ بھی تاڑ کے پتوں ، چمڑوں وغیرہ پر لکھے جاتے تھے - ایسی چیزوں پر لکھنے کے لئے بال بودہ ھی کا طریقۂ تحریر زیادہ مناسب اور موزوں ھے - ایک ایسا طریقۂ کتابت جو موڑی کی طرح آسانی اور تیزی کے ساتھہ لکھا جاسکتا ھے ھرگز پتھروں ، تانبے کے پتروں ، چمڑے ، کپڑے ، یا تاڑ کے پتوں کے لئے موزوں نہیں ھوسکتا - اور یہی وجہ ھے کہ اُس وقت سوائے بال بودہ کے کوئی دوسرا طریقہ رائج نہ تھا اور نہ اس کی ضرورت تھی اور اسی لئے کسی کو موڑی جیسے کسی دوسرے طریقۂ کتابت کے ایجاد کا خیال بھی نہ آیا - علاءالدین نے دیوگڑی یا دولت آباد کو سنہ ۱۲۹۳ ع میں فتح کیا ھرپال راؤ دولت آباد کا آخری راجہ اور رام دیو کا داماد سنہ ۱۳۱۸ ع میں سلطان مبارک کے ھاتھہ سے مارا گیا اور دولت آباد ھمیشہ کے لئے مسلمانوں کے قبضے میں آگیا - اُس زمانہ کی ایک قلمی کتاب جس کا نام

پوشورام اُپدیش ھے اب پائی گئی ھے اور اس وقت مسٹر راجواڑے کی ملک ھے - یہ کتاب علم نجوم کے متعلق ھے - اس میں تاڑ کے پتوں اور پارچہ وغیرہ پر ضروری نجومی اشکال کھینچنے کے متعلق ھدایات درج ھیں - اس پر اختتام کتاب کا سنہ ۱۲۷۸ شکے لکھا ھوا ھے جو عیسوی سنہ ۱۳۵۶ ھوتا ھے - یہ کتاب انتزاع حکومت دولت آباد (سنہ ۱۳۱۸ ع) سے آٹھ سال بعد شروع کی گئی اور بیس سال میں ختم ھوئی - اس سے صاف ظاھر ھے کہ سنہ ۱۳۲۶ ع میں اور اس سے قبل تاڑ کے پتوں اور پارچہ پر لکھنے کا طریقہ رائج تھا - بھگوت گیتا کی مشہور مرھٹی تفسیر دنیانیشوری سنہ ۱۲۹۰ ع یعنی راجہ رام دیو کے زمانے میں ختم ھوئی - اُس میں تاڑ کے پتوں اور چمڑے وغیرہ پر لکھنے کے بارے میں ضمناً بارھا ذکر آتا ھے - دوامی اسناد یا عطیات سنہ ۱۳۲۶ ع میں اور اس کے قبل تانبے کے پتروں پر دیے جاتے تھے - چنانچہ اس زمانے کے اس قسم کے تانبے کے پتر بہت سے دستیاب ھوئے ھیں بلکہ یہ رواج اس سے تین سو چار سو برس بعد تک بھی جاری رھا - فرماں روایان اسلام، شیواجی، اور پیشواؤں کے وقت کے اکثر تانبے کے پتر جو اس زمانے کے ھیں اُن سے اِس کا پتہ چلتا ھے - غرض یہ کہ سنہ ۱۳۲۶ ع میں اور اس کے بعد بھی کچھ مدت تک خاص خاص حالتوں میں تاڑ کے پتے، پارچہ،

چمڑہ وغیرہ تحریر کے لیے کام آتے تھے - لیکن اس زمانے کے لگ بھگ یعنی سنہ ۱۳۲۹ ع میں یا اس سے ذرا قبل کتابت کی غرض سے ایک اور نئی شے کا رواج بھی شروع ہوگیا تھا - اور یہ کاغذ تھا —

بھگوت گیتا کی مرهٹی تفسیر دنیانیشوری میں جو سنہ ۱۲۹۰ ع میں ختم ہوئی ' کئی مقام پر بعید سا کنایہ کاغذ کے متعلق پایا جاتا ہے - مثلاً ایک جگہ آیا ہے —

पाटिया वरिती आखरें । पुसता येती जैसें कें ॥

ترجمہ - پاٹ کے لکھے ہوئے حروف جسے ہم ہاتھ سے مٹا سکتے ہیں —

مسٹر راج واڑے جو ایک مشہور مرهٹی مورخ ہیں وہ پاٹ کے معنی کاغذ کے لیتے ہیں —

یہ محض قیاسی بات نہیں ہے کہ کاغذ کا استعمال اس زمانے میں اس طرف شروع ہوگیا تھا - مکندراج دنیانیشور کا ہم عصر تھا بلکہ اس سے کچھ پہلے ہی ہوا ہے - اس کی کتاب دیویک سندھو کا اصل نسخہ کاغذ پر لکھا ہوا ہے - وہ اب تک مومن آباد میں اُس کے شاگردوں کی اولاد میں چلا آرہا ہے - اس کتاب کے حروف بال بودہ یا ناگری ہیں اور اسی طرح کے لکھے ہوئے ہیں جیسے کہ ہم یادھو راجاؤں کے زمانے کی تحریریں پتھروں یا تانبے کے پتروں پر پاتے ہیں - اس سے صاف ظاہر ہے کہ دنیانیشور

اور مکندراج کے عہد کے لوگوں کا کسی قدر رجحان کاغذ کے استعمال کے متعلق اس سے بھی کچھ پہلے ہوچلاتھا ؛ یعنی تیرھویں صدی کی ابتدا میں - اسی زمانے میں ھیمادری نے جو یادھو راجاؤں کے دفاتر کا افسر اعلی تھا ، مرھٹواڑی میں موڑی طریقۂ تحریر کا رواج دیا ـــ

یہ بھی معلوم ہوتا ھے موڑی کا رواج ڈیانیشوری سے قبل ھوچکا تھا - کیونکہ شاعر ایک جگہ لکھتا ھے کہ दोषाची तिहीं फाडी (غلط حروف پھاڑ ڈالے) (باب ۴ بیت ۲۱۴)

یہ ظاھر ھے کہ تانبے کے پتر نہیں پھٹ سکتے اور غلط حروف کا اُن میں سے پھاڑ کر پھینک دینا بھی ممکن نہیں - اس سے مطلب کاغذ کا ھے - کیونکہ کاغذ ھی پر سے غلط الفاظ آسانی سے پھاڑ کر پھینک سکتے ھیں ـ

ڈنیانیشوری سنہ ۱۲۹۰ ع میں اتمام کو پہنچی - اور ھیمادری یا ھیماڈپنت سنہ ۱۲۶۰ ع سے یادھو راجاؤں کا دفتردار تھا - اُس وقت مسلمانوں کی حکومت کو شمالی ھند میں قایم ھوئے اسّی نوے برس گزر چکے تھے - یہ امر یقینی ھے کہ یادھوؤں کے زمانے میں مرھٹے مسلمانوں کو جاننے پہچاننے لگے ھوں گے اور اُن کا کاغذ بھی مسلمان تاجروں کے ذریعے مرھٹوں کے ملک میں پہنچ گیا ھوگا ، یا خود مرھٹوں نے کاغذ بنانا سیکھ لیا ھوگا - موڑی اسی زمانے میں پہلے پہل رائج ھوئی اور اس کے رواج کی

ایک وجہ کاغذ بھی قرار دی جاسکتی ہے - جب تک کاغذ کا رواج نہ ہوا ہوگا اس کی ضرورت بھی محسوس نہ ہوئی ہوگی - کیونکہ جو اشیا اس وقت تک تحریر کے لئے مستعمل تھیں وہ موڑی کے لئے مناسب نہ تھیں - لیکن سوال یہ ہے کہ بالبودہ سے موڑی طریقۂ کتابت کے پیدا کرنے کا خیال کیوں کر پیدا ہوا - ذرا سے غور کے بعد یہ صاف ظاہر ہو جائے گا کہ اس خیال کا باعث فارسی کا شکستہ خط ہوا —

اول - موڑی کا لفظ شکستہ کا ترجمہ ہے - اور کوئی دوسرا لفظ اُس کے لئے مرہٹی یا سنسکرت میں نہیں پایا جاتا —

دوم - مسلمانوں کے قبل اس کا مطلق رواج نہ تھا —

سوم - کاغذ مسلمانوں نے رائج کیا - اور جب کاغذ مرہٹوں کے ملک میں پہنچا تو اُس وقت موڑی کی ایجاد کا موقع پیدا ہوا - کیوں کہ پارچہ ' چھڑے ' بھوج پتر ' یا تانبے کے پتروں پر موڑی کا لکھنا ممکن نہ تھا - یہ ثبوت اس امر کا ہے کہ موڑی خط کی ایجاد مسلمانوں کے آنے سے قبل نہیں ہوسکتی تھی - اگر ہوتی بھی تو بیکار ہوتی - اس لئے کہ استعمال کی کوئی صورت ہی نہ تھی —

چہارم - چوں کہ فارسی کا شکستہ خط موجود تھا لہذا

اُسی طرز اور نمونے پر موڑی کی کتابت بھی
ایجاد کرلی گئی —

غرض موڑی کے وجود میں آنے کا اصل اور صحیح باعث فارسی کا شکستہ خط ہوا - اور چوں‌کہ خود شکستہ خط بھی اسی غرض سے ایجاد ہوا تھا کہ تحریر کا کام آسانی اور تیزی سے ہوسکے جو نستعلیق سے ممکن نہ تھا اسی غرض اور نمونے پر موڑی کا طریقۂ کتابت بھی مرہٹوں نے وضع کیا - فارسی نے جہاں مرہٹی زبان پر اور بہت سے اثرات ڈالے تھے وہاں اس کے طریقۂ کتابت پر بھی ایسا اثر ڈالا کہ اُس وقت تک قایم رہےگا جب تک مرہٹی زبان دنیا میں قایم ہے —

عوام میں ایک یہ روایت بھی مشہور ہے کہ ہیماڈری موڑی سیلون سے لایا - یہ روایت محض بے بنیاد اور تاریخی لحاظ سے بالکل غلط ہے - سیلون میں نہ موڑی تھی، نہ بال‌بودھ - اس لئے اس کا وہاں سے آنا ایک بے جوڑ سی بات ہے - دوسرے موڑی حروف کچھہ نئے یا غیر فہیں ہیں - یہ شکستہ کی تتبع میں بال‌بودھ حروف سے تھوڑے سے تغیر کے ساتھہ آسانی کے لئے بنا لئے گئے ہیں - بعینہ جیسے شکستہ خط کے حروف نستعلیق سے - اگر گزشتہ چار پانچ صدیوں کے موڑی حروف کو غور سے دیکھا جائے تو ہمارے بیان کی پوری پوری تصدیق ہو جائے گی -

چودھویں اور پندرھویں صدی کی موڑی آج کل کی موڑی کی نسبت بال‌بودہ سے بہت زیادہ قریب تھی - چودھویں صدی سے لے کر اب تک کے بیس پچیس خطوط و فرامین کو بہ نظر غور دیکھا جائے تو اس کا کامل یقین ہو جائے گا کہ موڑی بال‌بودہ کے حروف کی دوسری صورت ہے جو محض آسانی اور تیز نویسی کی غرض سے بنائی گئی ہے - اب جو ہمیں موڑی اور بال‌بودہ میں فرق معلوم ہوتا ہے تو وہ جادو قلم منشیوں کا اعجاز ہے جو پانسو سال سے برابر اُس میں تصرف کرتے چلے آتے ہیں —

یادھو (یا جادھو) سلطنت کی حدود جنوب میں دور تک پہنچ گئی تھیں - اور ممکن ہے کہ اس سلطنت کا مشہور دفتر دار جو موڑی کا بانی ہوا ہے وہ جنوب کی طرف گیا ہو اور اُس نے وہاں کے دفاتر کا معائنہ کیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جاترا کے لئے رامیشور پہنچا ہو - " جہاں اب بھی خوش عقیدہ اور متقی ہندو جاتے ہیں " - اور وہاں سے واپسی کے بعد عام حکم تمام دفاتر میں موڑی کی ترویج کا جاری کیا ہو - اس پر سے لوگوں نے مشہور کردیا کہ یہ نیا تحفہ سیلون سے آیا ہے - چوں کہ عام لوگوں کے خیال میں یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ یہ فارسی شکستہ خط کی نقل ہے ' اس لئے سیلون والی روایت آسانی سے مشہور ہوگئی —

مرهٹی شاعر

شاعری طبعاً انسان کو مرغوب ہے اور اُس نے قوموں پر بڑا اثر ڈالا ہے - اور بعض اوقات بڑے بڑے انقلاب پیدا کئے ہیں - یہی وجه ہے که ہر زبان کے علم ادب میں اول درجه شاعری کا ہے اور اس کے بعد نثر کا - علاوہ اس کے تقدم زمانی بھی شاعری ہی کو حاصل ہے - ادبیات کے میدان میں اول شاعری ہی کا قدم آتا ہے - یہی کیفیت مرهٹی زبان اور مرهٹی علم ادب کی ہے - مرهٹی علم ادب کی ابتدا بارھویں صدی کے شروع سے ہے اور سب نظم میں ہے - بارھویں ' تیرھویں اور چودھویں صدی کی مرهٹی ملی جلی تھی - یعنی آدھی مرهٹی اور آدھی پراکرت - مرهٹی کے ابتدائی شاعر کلیتاً مان بھاؤ تھے - یه لوگ مذہبی تھے اور ان کا اپنا الگ فرقه تھا - یه اپنے مذہبی کلام کو غیروں سے چھپاتے تھے - اس لئے اس کی اشاعت نه ہوئی - لیکن جہاں تک ان کی کتابیں یا نظمیں دیکھنے میں آئی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے که یه بہت ہی معمولی درجے کی ہیں اور مطلق قابل لحاظ نہیں - مگر مان بھاؤں کا یه بڑا احسان ہے که انھوں نے بجائے سنسکرت کے اپنے تمام خیالات مرهٹی میں ادا کئے - اس سے اُن کی دور اندیشی کا اندازہ ہوتا ہے اور غالباً

یہی وجہ ہے کہ اس فرقے کے پیرو غیر برہمن ہیں حالاں کہ اس کا بانی ایک برہمن تھا جو ذات باہر کردیا گیا تھا - بہر حال مان بھاؤن کو یہ فضیلت اور تقدم حاصل ہے کہ سب سے اول انھوں نے اس زبان میں لکھنا شروع کیا جو مہاراشٹر میں عام طور بولی اور سمجھی جاتی تھی —

مرہٹی شعرا اکثر درویش اور صوفی منش لوگ تھے ان کا زمانہ تیرھویں صدی کے بعد کا ہے - انھوں نے اپنی نظموں میں کہیں اپنا ذکر نہیں کیا - شاذ و نادر کنایتاً یا اشارتاً ایک آدھ بات آگئی تو آگئی ورنہ اُن کی نظمیں ان باتوں سے بالکل خالی ہیں - لہذا ان کے حالات کا معلوم کرنا دشوار ہے - البتہ پرانی روایتیں اور کراماتیں مشہور چلی آرہی ہیں لیکن وہ درجۂ اعتبار سے ساقط ہیں ، اس لئے بہت کچھ قیاس سے کام لینا پڑتا ہے - یہ لوگ دنیا سے بے تعلق یا دنیوی واقعات سے بالکل بے خبر تھے اور خبر بھی ہوتی تو انھیں اس قابل نہیں سمجھتے تھے کہ اپنی نظموں میں ان کا ذکر کریں - وہ پرمیشور کی بھگتی میں مصروف رہتے اور اُسی کی حمد و ثنا کے گیت گاتے تھے اور یہ نظمیں محض خدا یا اپنے دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے لکھتے تھے - ان میں سے ہر ایک کا دیوتا الگ تھا - مثلاً ایکناتھ اور

داسوپنت (۱۵۵۰ - ۱۹۱۵) کا دیوتا دتاتریہ تھا - تکارام اور نام‌دیو پنڈھرپور کے دیوتا وٹھوبا کی پرستش کرتے تھے - رام داس اور موروپنت، رام کے پجاری تھے ـــ

ان شعرا کی ساری شاعری اپنے اپنے دیوتاؤں کی صفت و ثنا یا پند و موعظت پر مشتمل تھی - مرہٹی شاعری میں عشق و محبت، شراب و کباب، گل و بلبل نام کو نہیں - یہ مہاپرش عورت کو راہ نجات میں حائل اور اپنی بھگتی کا حارج سمجھتے تھے اور اس لئے اس کے ذکر سے ہمیشہ احتراز کرتے تھے - حالاں کہ عشق و محبت سنسکرت اور ہندی شاعری کی جان ہے اور ان کے شعرا نے اس مضمون پر ایسے پر درد اور لطیف خیالات کا اظہار کیا ہے جو دوسرے ملک کی شاعری میں مشکل سے ملیں گے۔ مرہٹی شاعر کا سب سے بڑا مقصود دیوتا یا خدا کی پرستش اور عبادت ہے - وہ کہتا ہے " مجھے کھانا نہیں چاہئے، مجھے اولاد نہیں چاہئے مگر میں چاہتا ہوں کہ نارائن میرے دل میں بسا رہے" (تکارام) -

شیواجی نے بہت سے بیش قیمت تحفے تکارام کو بھیجے اور اپنے دربار میں بلایا - لیکن اُس نے وہ تمام روپیہ پیسہ اور نذرانے وہیں غربا و مسکین میں تقسیم کردئے اور مہاراج کو یہ جواب کہلا بھیجا " میں تمہارے پاس آؤں تو کیوں آؤں؟ اس میں صرف آنے جانے کی زحمت

ہوگی - میں تم سے کھانا نہیں مانگتا - بھیک میرا سب سے بڑا داتا ہے ، اب رہے کپڑے ، سو میرے پاس بہت سے چیتھڑے موجود ہیں - پتھر میرا بچھونا ہے اور آسمان میرا اوڑھنا ہے - لوگ شاہی درباروں میں عزت کے لئے جاتے ہیں ، لیکن کیا انہیں وہاں اطمینان قلب بھی حاصل ہے ؟ شاہی دربار میں صرف امیروں کی عزت ہوتی ہے ، دوسروں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں - جب میں لوگوں کو فاخرہ لباس پہنے دیکھتا ہوں تو مجھے موت یاد آتی ہے - اگر تم میرے اس جواب سے ناخوش ہو تو ہری (خدا) مجھے نہیں چھوڑ دے گا .... میں غریب و بیکس نہیں ہوں کیوں کہ میں نے ہمیشہ کے لئے اپنے تئیں خدا کے حوالے کردیا ہے - وہ میرا محافظ اور مجھے غذا پہنچانے والا ہے - میں تمہارے پاس آکر کیا کروں ؟ اُمید کو میں نے کم کرتے کرتے صفر تک پہنچادیا ہے "۔ غرض اس قسم کی متعدد مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ درویش شاعر مال و دولت اور جاہ و ثروت کی مطلق پروا نہیں کرتے تھے —

حب وطن کا خیال ، جیسا کہ آج کل سمجھا جاتا ہے ، بالکل جدید ہے - تاہم دنیا میں ہر جگہ یہ پایاجاتا ہے کہ لوگوں کو اپنے ملک و قوم سے خاص محبت ہوتی ہے - مہاراشٹر کا سب سے بڑا شاعر مکتیشور کہتا ہے کہ :

" مہاراشٹر تمام ممالک کا بادشاہ ہے ۔ اس کے
خوف سے دیوتا تک شرمندہ ہیں " ۔

اسی طرح ایک دوسرا شاعر کرشن دیار لکھتا ہے کہ

" جب مہاراج شیو (شیواجی) نے نجات حاصل
کی (یعنی انتقال کیا) تو تا مڑے (یعنی سرخ
لوگ) جنوب میں آئے اور انھوں نے بلدہ
فتح (بیجاپور) کی سلطنت کا خاتمہ کردیا۔ اس سے
قوم پر بڑی مصیبت نازل ہوئی " ۔

یہاں " سرخ لوگوں " سے مراد مغل ہیں ۔ اور اس مصیبت سے مراد اورنگ‌زیب کی فتح و کامیابی ہے جسے شاعر " سرخ لوگوں کا بادشاہ " کہتا ہے ۔

اس قسم کے اشعار مرہٹی شاعروں کے ہاں بہت کم بلکہ شاذ ہیں ۔ ورنہ ان کا " تکیۂ‌خیال " زیادہ تر عقبیٰ اور آخرت ہے ۔ دنیاوی معاملات سے بہت کم بحث کرتے ہیں ۔

مرہٹی شاعر نہ تو عالم تھے اور نہ اُن کا شمار اچھے پڑھے لکھے لوگوں میں ہوسکتا ہے ۔ مثلاً رام‌داس ، تکارام ، نام‌دیو ، وغیرہ جن کی شہرت عام ہے اور جن کا نام بڑے ادب و احترام سے لیاجاتا ہے ، اسی قسم کے شاعر تھے ۔ سوروپنت ، ایکناتھ ، مکتیشور ، سریدھر وغیرہ وغیرہ سنسکرت سے واقف تھے ، لیکن عالم انھیں بھی نہیں کہہ سکتے ۔ البتہ رگھوناتھ‌پنڈت اور واسن پنڈت بڑے عالم تھے اور انھوں نے عموماً سنسکرت

کی شاعری کی تقلید کی ہے یا سنسکرت کی بعض نظموں کا ترجمہ کیا ہے۔ اب تک تیرھویں صدی سے اُنیسویں تک چھوٹے بڑے تین سو شاعروں کے نام معلوم ہوئے ہیں۔ اُن میں سے منسا کر کے چھہ سات ایسے نکلیں گے جنھیں عالم یا اچھے پڑھے لکھے کہہ سکیں۔ مرھٹی شاعری کا بڑا سر چشمہ سنسکرت کی مشہور آفاق نظمیں راماین و مہابھارت ہیں۔ اکثر شعرا نے انھیں دو مقدس کتابوں سے خوشہ چینی کی ہے۔ یہ درویش شاعر فصاحت اور صرف و نحو کے قواعد کی بہت کم پروا کرتے تھے یہاں تک کہ برھمن شاعر رامداس بھی اس کی پابندی نہیں کرتا —

اسی سات صدی کے عرصے میں جو مرھٹی شعرا ہوئے ان کی تقسیم ان کے کلام کے لحاظ سے سر سری طور پر اس طرح ہوسکتی ہے —

۱- ویدانتی شعرا - مثلاً دینانیشور، مکندراج، ایکناتھہ، وامن پنڈت وغیرہ - ان کی شاعری ویدانت سے تعلق رکھتی ہے اور وہ اہل دنیا کو راہ نجات کی طرف متوجہ کرتی ہے —

۲- بھگتی شعرا - یعنی وہ شاعر جو پرمیشور یا دوسرے دیوتاؤں کی حمد و ثنا کا گیت گاتے ہیں - اُن کی شاعری کا مقصد محض عبادت ہے - ان میں سربرآوردہ نام دیو، تکارام، رامداس، سہو پتی وغیرہ ہیں - ان

میں سے رام‌داس اور تکارام کبھی کبھی لوگوں کو پند و نصیحت کی شیرینی سے رجھاتے ہیں اور گاہ گاہ دنیاوی معاملات پر بھی کچھ کہہ جاتے ہیں —

۳ - وہ شعرا جن کی شاعری بیانیہ ہے، وہ ہیں جن کا ماخذ راماین اور مہابھارت ہیں اور انھیں کے مناظر یا قصوں کو مرهٹی نظم میں بیان کرتے ہیں - ان میں مکتیشور، موروپنت، رگھوناتھ پنڈت زیادہ مشہور ہیں - وامن پنڈت اور ایکناتھ کی شاعری کا بھی ایک حصہ اس تحت میں آجاتا ہے —

لیکن ایک نہایت عجیب بات ان مرهٹی شعرا کے متعلق یہ ہے کہ ان میں سے تقریباً سب کے سب اور خاص کر اعلیٰ درجے کے شاعر اس زمانے میں ہوے جب کہ ان کے ملک کے فرماں‌روا مسلمان بادشاہ تھے - البتہ نامور اور ممتاز شعرا میں مکند راے اور دانیشور دو ایسے شخص ہیں جن کا زمانہ تیرھویں صدی کا ہے یعنی وہ زمانہ جب کہ مسلمانوں کا تسلط مہاراشٹر پر نہیں ہوا تھا اور مورو پنت پیشواؤں کے عہد میں تھا - ورنہ نامدیو، ایکناتھ، جناردھن، مکتیشور، وامن، رگھوناتھ پنڈت، کرشن دیارنو، مادھو منیشور، سری دھر، رام داس، تکارام، انند تنبیئے وغیرہ یہ سب اسلامی عہد ہی میں پھولے پھلے اور اُسی زمانۂ حکومت میں اس دنیا سے سدھار گئے —

دوسرا عجیب واقعہ یہ ہے کہ مرھٹی کے اکثر بھکتی شاعر موجودہ رقبۂ ریاست حیدرآباد دکن میں یا اس کے آس پاس کے علاقے میں گذرے ھیں - نام دیو اور پراھاد باوا پرندھ پور کے رھنے والے تھے - سا دھو سنیشور ' سندور واڑہ قریب بھوکن ضلع اورنگ‌آباد کا متوطن تھا - امرت رائے خاص اورنگ آباد کا تھا - کرشنا دیانو اور مکند راج ' اسبا جو گائی یعنی مومن آباد ضلع بیڑ (ریاست حیدرآباد) کے باشندے تھے' رام داس جام کا رھنے والا تھا جو راکھش بھون کے قریب ضلع بیڑ میں واقع ہے - داسو پنت ' نارائن پیٹھ کا ' رام ولبھ داس اور رام جوشی شولاپور کے ' رگھو ناتھ اور سری دھر ' نارز (قریب پرندھر) کے' اچت گت کاشی بورم ضلع ناسک کا ' شیخ محمد چہارگندہ ضلع احمد نگر کا ' دیوناتھ شری نور واقع برار کا ' اور گوراکمہار تیر ضلع عثمان‌آباد کا رھنے والا تھا - یہ درویش شاعر تقریباً سب کے سب طبقۂ متوسط کے لوگ تھے - ان میں اکثر دیشستھ برھمن پائے جاتے ھیں خصوصاً کلکرنی اور دیش پانڈے - کوکنستھ برھمنوں کا نام ان درویش شاعروں اور سادھوؤں کی فہرست میں نہیں آتا - اس میں شک نہیں کہ علاوہ برھمنوں کے ان میں دوسری ذات کے لوگ بھی شریک ھیں مثلاً ساؤنتا مالی ' روھی داس چمار ' گورا کمھار ' چوکھلا میلا مہار (تھیڑ) اور اس کی بیوی ' بودھلے‌باوا مرھٹہ ' نامدیو درزی شیخ محمد اور محمد سلطان دونوں مسلمان - ان

لوگوں کی شاعری اب تک موجود ھے - یہ سب فقرا یا سادھو تھے - یہاں تک کہ ان کی وجہ سے مرھٹی زبان میں شاعر کا لفظ درویش یا سادھو کے ہم معنی ھو گیا ھے ـــ

مرھٹی کے فلک شاعری پر یہ چھ شاعر آفتاب و ماھتاب کی طرح چمکتے ھوئے نظر آتے ھیں - دینانیشور ' تکارام ' رام داس ' ان تینوں کے کلام میں شاعرانہ آمد اور بے ساختہ پن پایا جاتا ھے اور فطرتاً شاعر پیدا ھوئے ھیں - باقی تین ' وامن پنڈت ' مور وپنت اور مُکتیشور ھیں - ان کے کلام میں تکلف اور صنعت کا دخل زیادہ ھے ـــ

میں ان شعرا کے کلام پر زیادہ تبصرہ کرنا نہیں چاھتا کیوں کہ یہ میرے مقصد سے باھر ھے - لیکن یہاں ایک خاص امر کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ھوں - جسٹس راناڈے مرحوم اور ان کے مقلدین نے جہاں مرھٹہ حکومت کی ابتدا اور فروغ پر بحث کی ھے وھاں منجملہ دیگر اسباب کے ایک سبب ان شعرا کو بھی قرار دیا ھے - ان کا دعوی ھے کہ یہ مرھٹی شاعر اور سادھو تھے جنھوں نے اس انقلاب کی داغ بیل ڈالی ' لوگوں کو اس طرف متوجہ کیا ' انھیں قومیت کا خیال سُجھایا اور شیواجی جیسے اولوالعزم شخص کو پیدا کیا جس نے آخر ملک میں مرھٹوں کی حکومت قایم کی - ھمیں ان کی اس رائے سے

اتفاق نہیں - اول تو ھندوستان میں شاعروں کو ایسی باتوں سے کچھہ واسطہ ھی نہیں - وہ سیاسیات کے کوچے میں بھولے سے بھی قدم نہیں رکھتے ' ان کی جولانیوں کے میدان ھی دوسرے ھیں - دوسرے مرھٹی شعرا کی شاعری اور بھی زیادہ محدود ھے ' انھیں تو اس کی ھوا تک نہیں لگی تھی - ان کے کلام کے دیکھنے سے صاف معلوم ھوتا ھے (جس کا مختصر ذکر میں اوپر کرچکا ھوں) کہ یہ لوگ درویش صفت اور صوفی منش تھے ' انھوں نے یا تو راماین و مہابھارت کے قصے نظم کئے یا اپنے دیوتاؤں اور پرمیشور کی حمد کے گیت گائے یا مذھبی اور اخلاقی نصیحتیں لوگوں کو کیں - وہ پرمیشور سے لو لگائے اپنے دھیان اور بھگتی میں مگن رھتے تھے ' انھیں دنیاوی معاملات اور خاص کر سیاسیات سے کچھہ سروکار نہ تھا - فرنچ ریؤلیوشن (انقلاب فرانس) کی تاریخ پڑھتے وقت جب ھم یہ دیکھتے ھیں کہ مورخین اس کے اسباب کا کھوج لگاتے لگاتے روسیو ' والتیر وغیرہ تک پہنچے ھیں اور بتاتے ھیں کہ یہی انشاپرداز اور حکیم تھے جن کے خیالات نے اس انقلاب عظیم کا بیج بویا ' جو اُگا ' بڑھا ' پھلا اور پھولا اور اس عجیب و غریب انقلاب کا باعث ھوا ' تو ھمارے دل میں بھی گدگدی ھوتی ھے اور ھم بھی اپنے ملک کے واقعات و تغیرات کو اسی نظر سے

دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اس وقت ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے حالات میں زمین اور آسمان کا فرق ہے ۔ حال کے مرہٹے مورخوں نے بھی غلطی کی اور اپنے شاعروں اور سادھوؤں کو روسیو اور والٹیر وغیرہ کا قایم‌مقام فرض کرلیا ۔ حالاں کہ ان کے خیالات اور کلام میں کوئی نسبت نہیں ۔ یہ محض تقلید ہے اور تقلید بھی ایسی کہ واقعات اس کی مطلق تائید نہیں کرتے ۔ اُس زمانے کے شعرا اور خاص کر مرہٹے شاعروں سے یہ توقع کرنا کہ انھوں نے لوگوں کے دلوں میں حب وطن اور حب قوم کا جذبہ پیدا کیا اور ان کے دلوں کو اپنے پرتاثیر کلام اور انقلاب انگیز خیالات سے گرمایا اور سیاسی انقلاب کا باعث ہوے، ایک خیالی اور فرضی تصویر ہے جو دل‌خوش‌کن تو ہے مگر واقعات کے سراسر خلاف ہے۔

بعض مرہٹے اور دوسرے مورخوں نے بار بار اس کا اعادہ کیا ہے کہ شیواجی کا بنانے والا اس کا گرو رام‌داس تھا اور شیواجی نے جو یہ عروج حاصل کیا وہ اُسی کی کرامات تھی ۔ لیکن کوئی مؤرخ، خواہ وہ اس خیال کا کیسا ہی ماننے والا کیوں نہ ہو اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ رام‌داس سے شیواجی کی ملاقات اُس وقت ہوئی جب کہ اُس کی عمر اکیس برس کی تھی ۔ حالاں کہ شیواجی اس سے کہیں پہلے اُس میدان میں قدم رکھ چکا اور لوٹ مار شروع کرچکا تھا ۔ وہ اس سے بہت قبل اپنے منصوبے طے کر چکا اور اپنی زندگی کا مقصد قرار دے چکا تھا ۔ اپنے آیندہ

طرز عمل کے متعلق کوئی خاص بات ایسی نہ تھی جس کا فیصلہ وہ اس وقت نہ کرچکا ہو - چنانچہ اس کی مہر کے "نقش نگیں" سے صاف ظاہر ہے - جس کا ترجمہ یہ ہے —

"ہلال کی مانند بڑھتی ہوئی اور دنیا بھر کی مقبول و محبوب یہ مہر مہاراج شاہ جی کے فرزند کی خوبصورت معلوم ہوتی ہے" -

مہر کے یہ الفاظ اُس زمانے کے ہیں جب کہ شیواجی کی عمر ۱۳ یا ۱۴ برس کی تھی یا ایک آدہ مہینہ زیادہ سمجھہ لیجئے - اس زمانے کے کاغذات کے دیکھنے سے یہ بخوبی ثابت ہے کہ اس وقت ان کی عمر اس سے زاید نہ تھی -

رام داس کی ملاقات سے کہیں پہلے شیواجی اپنے منصوبے سوچ چکا تھا - اور یہ ولولہ اس کے دل میں ملک کی پریشان اور خستہ حالت دیکھہ کر پیدا ہوا تھا - احمد نگر کی سلطنت اس وقت بیجاپور اور شاہجہاں کے ہاتھوں کشمکش میں تھی (جنوری سنہ ۱۶۳۷ع) اور کوکن اور گھاٹ ماتھا (یعنی اضلاع پونا و سوپا وغیرہ) جوسلطنت احمد نگر کا حصہ تھے سلطنت بیجاپور کے قبضے میں آگئے تھے - مرھٹے سردار بیجاپور کی اس نئی حکومت کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور اول اول سنہ ۱۶۵۵ یا اس سے کسی قدر قبل شیواجی نے یہیں سے اپنی لوٹ مار اور غارت گری کا آغاز کیا - اُس وقت اُس کی عمر سترہ یا اٹھارہ برس کی ہوگی —

غرض جس چیز نے شیواجی کے سر میں غارت گری

اور بعد ازاں حکومت کا سودا پیدا کیا وہ ملک کی بدانتظامی اور حکومت کی پریشان حالی تھی - یہ اثر نہ مہابھارت اور راماین کی کہانیوں کا تھا اور نہ رام داس کی تلقین کا - رام داس نہ اس وقت تک اس کے گرو تھے اور نہ شیواجی اُن کا چیلا - اس میں شک نہیں کہ بعد میں گرو کی تلقین نے اُسے اور اُبھارا اور اس کے خیالات میں زیادہ وسعت پیدا کی اور اُسے ہندو قوم کا نجات دہندہ اور ہندو حکومت کا بانی قرار دیا ' لیکن اس خیال کی ابتدا نہ گرو سے ہوئی اور نہ مرہٹی شعرا اور سادھوؤں سے - اُس وقت کی تاریخ پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کی ابتری نے شیواجی کو یہ موقع دیا کہ وہ رفتہ رفتہ غارت گری اور لوٹ مار سے مسند حکومت تک پہنچ گیا - اور یہ کوئی بعید از قیاس بات نہیں ہے ' ایسے وقتوں میں اکثر ایسا ہوا ہے اور ہمارے ملک کی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں - یہ کہنا کہ مرہٹی سادھو سنہ ۱۲۰۰ ع سے مرہٹوں کو اس انقلاب کے لئے تیار کر رہے تھے اور مہابھارت اور راماین کے قصوں نے (جو شعرا نے اپنی نظموں میں بیان کئے) اور رام داس کی تلقین نے شیواجی سے شخص کو پیدا کیا محض فسانہ ہے جو انگریزی تعلیم یافتہ تاریخ نویسوں کے قیاسات کا نتیجہ ہے - یہ قصے یہ کتھائیں یہ نظمیں زمانۂ قدیم سے تمام ہندوستان اور مہاراشٹر

میں گائی اور سنائی جاتی ہیں - پھر کیا وجہ ہے کہ اس انقلاب کی تیاری اور شیواجی کے بنانے کے لئے چار صدی کا عرصہ درکار ہوا - اگر ان سادھوؤں اور شعرا نے اہل ملک کے جذبات کو ابھارا تھا اور ان میں حب وطن اور حب قوم کا ولولہ پیدا کیا تھا اور لوگ انقلاب کے لئے تیار بیٹھے تھے تو کیا وجہ ہے کہ جب شیواجی نے اول اول اپنا کام شروع کیا تو لوگوں نے عموماً اس کا ساتھ نہیں دیا اور مرهٹی امرا میں سے تو ایک بھی اس کے ساتھ نہ تھا ؟ جب اس نے اپنی غارت گری اور لوٹ مار سے نام پیدا کرلیا تو لوگ اس کا ساتھ دینے لگے - لیکن یہ حب قوم یا حب وطن کے جذبات کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ ہر دلیر غارت‌گر کی کامیابی پر یہی ہوتا ہے اور اب تک ایسا ہوتا چلا آتا ہے - اگر شیواجی کی کامیابی جمہور کی عام رائے اور حب وطن کے جذبات پر تھی تو کیا وجہ ہے کہ شیواجی کے مرتے ہی رنگ بدل گیا اور یہ قومی جذبات ایک دو نسل تک بھی قایم نہ رہے ؟ رام داس شیواجی کی وفات کے بعد دو سال تک زندہ رہے - وہ کیوں نہ سمبھا جی کو اپنے ڈھب پر لے آئے ؟ اس کے زمانے میں بھی بہت سے سادھو اور شاعر تھے اور خود اس نے اپنے باپ کے زمانے میں بہت سوں کو دیکھا تھا - پھر کیوں ان کی تلقین اور قوم

کے جذبات نے اس پر اثر نہ کیا ؟

غرض رام داس کی تلقین اور مرہٹی سادھوؤں اور شعرا نے شیواجی کو نہیں بنایا بلکہ اس کا باعث ملکی حالات و اسباب تھے جن پر مفصل بحث کرنے کا یہ موقع نہیں۔

البتہ ان سادھو شاعروں نے ایک بڑا قابل قدر کام یہ کیا کہ انہوں نے مرہٹی زبان کو زندہ رکھا اور اسے خراب نہ ہونے دیا۔ سنسکرت داں پنڈت مرہٹی کو حقارت سے دیکھتے تھے اور اس میں لکھنا پڑھنا اپنی کسر شان سمجھتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ دنیانیشور سے لے کر شری دھر تک (۱۲۹۰ تا ۱۷۲۸ ع) ہر شاعر نے مرہٹی میں لکھنے کے متعلق معذرت کی ہے، کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ ان کی قوم کے شاعر اسے برا خیال کرتے ہیں۔ فارسی سرکاری اور درباری زبان تھی اور سنسکرت علما کی زبان۔ اس لئے مرہٹی زبان کی اشاعت کا کوئی موقع ہی نہ تھا اگر یہ درویش شاعر اپنے جذبات کا ذریعہ اسے نہ بناتے۔ سرکار دربار میں شعرا کی کوئی زیادہ قدر نہ تھی، ایک دو معمولی درجے کے شاعر راجہ یا کسی امیر کے دربار میں ملازم تھے، باقی نہ کسی کے ملازم تھے نہ کسی کے زیربار منت؛ وہ محض اپنی قوم کی نجات اور خدا کی خوشنودی کے لئے نظمیں لکھتے تھے؛ انہیں نہ کسی سے صلے کی پروا تھی اور نہ ستائش کی تمنا۔ لیکن بلا واسطہ ایک فائدہ یہ پہنچا کہ

مرهٹی زبان اُن کی بدولت پاک صاف رهی۔

اصل واقعہ یہ هے کہ ان میں سے اکثر سنسکرت سے بے بہرہ تھے یا سنسکرت کا علم انھیں اس قدر نہ تھا کہ وہ اپنی نظموں کو پنڈتوں کی طرح سنسکرت کے ثقیل الفاظ سے بوجھل بنادیتے۔ اس زمانے کی نثر کہیں نہیں ملتی اور غالباً نثر اس وقت تھی بھی نہیں۔ بعض نامور اشخاص کے خطوط سترھویں صدی کے قبل یا سترھویں صدی کے اور اکثر اٹھارھویں صدی کے اب تک موجود هیں۔ ان میں مرهٹی سے زیادہ فارسی اور عربی کے الفاظ هیں۔ اگر ان شاعروں کا کلام نہ هوتا تو آج اس زمانے کی مرهٹی کی اصل اور صحیح صورت کا سراغ لگانا بھی مشکل هو جاتا۔ اس لحاظ سے مرهٹی زبان پر اُن کا بڑا احسان هے —

ان شعرا کے متعلق ایک بات اور سمجھ میں نہیں آتی وہ یہ کہ ان میں سے اکثر نے * " هندوستانی " یا هندی زبان میں بھی نظمیں لکھی هیں۔ یہ هم سب جانتے هیں اور اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ ملک کے اس حصے کی زبان هندوستانی نہیں تھی۔ پھر کیا وجہ هے کہ یہ لوگ اس زبان میں شعر کہتے تھے؟ ایک بات سمجھ

---

* ان مرهٹی شعرا کے نام جنھوں نے هندی زبان میں بھی شاعری کی: ایکناتھ (پٹن فوت ۱۵۹۰) - دیوہداس (اٹھارھویں صدی) - امرت رائے (اورنگ آباد سنہ ۱۷۷۰) وامن پنڈت (فوت ۱۷۶۳) - تکارام ' دیوناتھ وغیرہ —

میں آتی ہے کہ دوں کہ اس وقت مرهٹوں کے ملک پر مسلمان حکمران تھے اس لئے بہت سے لوگوں نے " هندوستانی " یا هندی سیکھ لی هو - جیسے آج کل هر مذهب و ملت کے لوگ محروسۂ سرکار عالی میں اردو بولتے اور سمجھتے هیں - اس میں شک نہیں کہ مسلمان فرماں رواؤں اور ان کی دربار کی زبان فارسی تھی ' لیکن ان کے ساتھ بہت سے هندو مسلمان شمال سے آگئے تھے اور اس لئے ممکن ہے کہ یہاں کسی قدر هندی کا چرچا هوگیا هو - یا ممکن ہے کہ مرهٹی شعرا کو بھی تلسی داس اور کبیر داس کی طرح هندی میں کہنے کا شوق پیدا هوا هو - یہ محض قیاس ہے کوئی تاریخی شہادت اس کے متعلق تائید میں نہیں ملتی - میں نے اکثر مرهٹی ادیبوں اور عالموں سے اس بارے میں دریافت کیا لیکن کسی نے تشفی بخش جواب نہیں دیا - ان کی راے بھی قریب قریب وهی ہے جو میں نے ظاهر کی ہے اور محض قیاس پر مبنی ہے —

اُس زمانے میں فارسی زبان کا وہ زور تھا کہ شاید هی هندوستان کی کوئی زبان اس کے اثر سے بچی هو - مرهٹی بھی اس کے حلقہ بگوشوں میں تھی اور غالباً بعض دوسری زبانوں کی نسبت وہ زیادہ متاثر هوئی - جیسا کہ میں نے گذشتہ اوراق میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے -

مرھٹے بحیثیت قوم کبھی صاحب علم و فضل نہیں ہوے جو مختلف زبانیں حاصل کرتے اور ان کے پاکیزہ اور عمدہ خیالات کو اپنی زبان میں لاتے اور اپنی زبان کو ان جواہرات سے مالا مال کرتے - حالاں کہ مسلمانوں کی حکومت مدتوں ان کے ملک پر رھی اور ان کے تعلقات ھمیشہ مسلمانوں سے رھے لیکن انہیں کبھی عربی فارسی زبانوں کی تحصیل کا شوق پیدا نہ ہوا - سنسکرت کے عالم تو گنتی کے چند تھے بھی لیکن عربی فارسی کا عالم ایک بھی نہ تھا - انھوں نے کبھی کسی عربی فارسی کتاب کا ترجمہ اپنی زبان میں نہیں کیا اور نہ عربی فارسی ادب کے چمنستان سے وہ پھول چنے جو ھر ملک کے باشندوں کے دماغ معطر کردیتے ھیں - مرھٹوں میں پچھلی چار صدی میں بہت سے مدبر بہت سے وزیر اور بہت سے بہادر سورما پیدا ہوئے ' لیکن حقیقی صاحب علم و فضل اتنے بھی نہیں ہوئے جو انگلیوں پر گنے جا سکیں - با وجود اس کے فارسی الفاظ مرھٹی زبان میں بلا تکلف داخل ہوتے چلے گئے' یہاں تک کہ مرھٹی شاعروں کا کلام بھی محفوظ نہ رہ سکا - صرف گیانیشور ایک ایسا شاعر ھے (۱۲۷۵ - ۱۲۹۶ ع) جس کا کلام فارسی الفاظ سے پاک ھے - جس کی وجہ یہ ھے کہ یہ اُس زمانے میں تھا جب کہ مسلمانوں کے قدم اس حصۂ ملک میں نہیں آئے تھے - تاھم اس

میں شک نہیں کہ مرھٹی نظم میں بہ نسبت نثر کے فارسی عربی الفاظ بہت کم استعمال ھوۓ ھیں حالاں کہ اس زمانے کے مکتوبات دیکھنے سے یہ معلوم ھوتا ھے کہ مرھٹی کے مقابلے میں فارسی کہیں زیادہ غالب ھے - نظم کے محفوظ رھنے کی وجہ یہ ھے کہ مرھٹی شاعر درویش اور صوفی منش لوگ تھے ' انہیں دنیا اور دنیوی معاملات سے کچھ سروکار نہ تھا ' ان کی شاعری مذھب ' پران کے قدیم قصوں ' ویدانت اور بھگتی وغیرہ مضامین سے بھری پڑی ھے اور یہ ایسے مضامین ھیں جن کے ادا کرنے کے لیے کسی غیر زبان کے الفاظ کی بہت کم ضرورت پڑتی ھے - البتہ سیاسی اور تمدنی معاملات میں بغیر فارسی عربی الفاظ کے چارہ نہ تھا - کیوں کہ مرھٹوں کا تمدن بہت محدود اور کم درجے کا تھا اور جدید خیالات و حالات کے ادا کرنے کے لیے الفاظ بھی انہیں کی زبان سے لینے پڑتے تھے جن کا وہ تمدن تھا —

خلاصہ یہ ھے کہ اگرچہ مرھٹی شاعروں نے اپنی نظموں میں فارسی عربی الفاظ کا کم استعمال کیا ھے تاھم وہ اس زبان کے عالمگیر اثر سے نہ بچ سکے - لیکن اس میں شک نہیں کہ مرھٹی زبان ان شعرا کی بہت ممنون ھے - انھوں نے حتی الامکان اسے غیر زبان کے اثر سے محفوظ رکھا اور آیندہ نسلوں کے لیے پاک صاف زبان چھوڑ گئے - یہی ایک بڑی بات ھے جو مرھٹی شعرا کے متعلق یاد رکھنے کے قابل ھے

ورنہ جن چیزوں پر ھمارے بعض واجب التعظیم سرھٹہ مورخوں نے زور دیا ھے وہ زیادہ تر ان کے قیاس و تخیل کا نتیجہ ھیں ــــ

خاتمہ

ھر قوم خواہ وہ کیسی ھی حقیر کیوں نہ ھو دنیا میں ایک حیثیت رکھتی ھے - یہی حال زبان کا ھے - زبانیں بھی قوموں کی طرح بڑھتی گھٹتی اور بدلتی ھیں - پھر وہ افراد اور اقوام کی طرح گرد و پیش کے حالات و اثرات اور دوسری زبانوں سے متاثر ھوتی ھیں - جس طرح قومیں مختلف تعلقات کی وجہ سے ایک دوسرے سے وابستہ ھیں اسی طرح زبانوں میں بھی ایک دوسرے سے رشتے ناتے ھیں - ایک زمانہ آئے گا جب کہ دنیا کی تمام قوموں کو نوع انسان کے حلقے میں آکر ایک ھونا پڑے گا - لیکن کون کہہ سکتا ھے کہ وہ وقت کب آئے گا - یہ تخیل کی جولانیاں ھیں جو آیندہ کی تاریکی میں پنہاں ھیں اور ان کے ظہور کی پیشین گوئی کرنا انسان کی طاقت سے باھر ھے - اس میں شک نہیں کہ وہ زمانہ ایک روز آئے گا جب بنی نوع انسان ایک قوم اور ایک ذات ھوں گے اور تمام سفیہانہ اور شرمناک اختلافات جو اس وقت ادنی خود غرضیوں کی بدولت بہت اھم نظر آتے ھیں مٹ جائیں گے - لیکن زبانوں کا اختلاف پھر بھی باقی رھے گا - مگر یہ اختلاف

معاندانہ یا منافقانہ نہ ہوگا بلکہ تمدن اور علم و تہذیب کو فروغ دے گا اور ایک زبان دوسری زبان سے تقویت اور روشنی حاصل کرے گی —

مرھٹی اور ھندوستانی (اردو) بہنیں بہنیں ھیں - دونوں ھندی نژاد اور دونوں آریائی خاندان سے تعلق رکھتی ھیں - کم و بیش دونوں نے فارسی کا دودھ پیا ھے اور آج کل دونوں پہلو بہ پہلو آباد ھیں - اس سے مرھٹوں اور مسلمانوں کے تعلقات کا صاف پتہ لگتا ھے - زبانوں کے قریبی تعلقات سے ان قوموں میں بھی جو ان کی بولنے والی ھیں، قریبی تعلق اور ھمدردی پیدا ھو جاتی ھے، اور ھمدردی حیات کی روح و رواں ھے —

قواعد و ضوابط انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

(۱) سرپرست وہ ہیں جو پانچ ہزار روپے یک مشت یا پانسو روپے سالانہ انجمن کو عطا فرمائیں —
(ان کو تمام مطبوعات انجمن بلا قیمت اعلیٰ قسم کی جلد کے ساتھ پیش کی جائیں گی) —

(۲) معاون وہ ہیں جو ایک ہزار روپے یک مشت یا سالانہ سو روپے عطا فرمائیں۔ (انجمن کی تمام مطبوعات ان کو بلا قیمت دی جائیں گی) —

(۳) رکن مدامی وہ ہیں جو ڈھائی سو روپے یک مشت عطا فرمائیں —
ان کو تمام مطبوعات انجمن مجلد نصف قیمت پر دی جائیں گی۔

(۴) رکن معمولی انجمن کے مطبوعات کے مستقل خریدار ہیں جو اس بات کی اجازت دے دیں کہ انجمن کی مطبوعات طبع ہوتے ہی بغیر دریافت کیے بذریعہ قیمت طلب پارسل ان کی خدمت میں بھیج دی جائیں۔ (ان صاحبوں کو تمام مطبوعات پچیس فی صدی قیمت کم کرکے دی جائیں گی)
مطبوعات میں انجمن کے رسالے بھی شامل ہیں —

(۵) انجمن کی شاخیں وہ ہیں جو انجمن کو یک مشت سوا سو روپے یا بارہ روپے سالانہ دیں (انجمن ان کو اپنی مطبوعات نصف قیمت پر دے گی) —

ANJUMAN-E-TARRAQQI-E-URDU SERIES No. 73

The Influence of Persian Language on Marathi Language

BY

MOULVI ABDUL HAQ, B. A. (ALIG.)

—:)o(:—

PRINTED AT THE "ANJUMAN URDU PRESS"
AURANGABAD, (DECCAN)
1933